قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

منگل 24 مئی 2022ء | 23 شوال 1443 ہجری قمری | 24 ہجرت 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:123

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوۃِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۵۴﴾

(البقرہ:154)

ترجمہ: اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، (اللہ سے) صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ، بیماری، بے چینی، تکلیف، اور غم پہنچتا ہے، یہاں تک کہ اگر اس کو کوئی کانٹا بھی لگتا ہے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کی بعض خطائیں معاف کر دیتا ہے۔

(بخاری، کتاب المرضیٰ باب ماجاء فی کفارۃ المرض)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

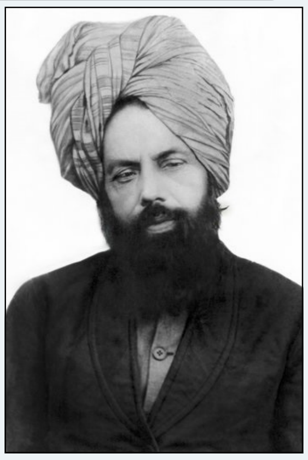

ہماری جماعت کے لئے بھی اسی قسم کی مشکلات ہیں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مسلمانوں کو پیش آئے تھے۔ چنانچہ نئی اور سب سے پہلی مصیبت تو یہی ہے کہ جب کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہوتا ہے تو معاً دوست، رشتہ دار اور برادری الگ ہوجاتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات ماں باپ اور بھائی بہن بھی دشمن ہوجاتے ہیں۔ اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ تک کے روادار نہیں رہتے اور جنازہ پڑھنا نہیں چاہتے۔ اس قسم کی بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ بعض کمزور طبیعت کے آدمی بھی ہوتے ہیں اور ایسی مشکلات پر وہ گھبرا جاتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ اس قسم کی مشکلات کا آنا ضروری ہے۔ تم انبیاء، رسل سے زیادہ نہیں ہو، ان پر اس قسم کی مشکلات اور مصائب آئیں اور یہ اسی لئے آتی ہیں کہ خدا تعالیٰ پر ایمان قوی ہو اور پاک تبدیلی کا موقعہ ملے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 156 ایڈیشن 1988ء)

فرمان خلیفہ وقت

صبر ایک ایسا خلق ہے، اگر کسی میں پیدا ہوجائے یعنی اس طرح پیدا ہوجائے جو اس کا حق ہے تو انسان کی ذاتی زندگی میں بھی اور جماعتی زندگی میں بھی ایک انقلاب آجاتا ہے۔ اور انسان اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش اپنے اوپر نازل ہوتے دیکھتا ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ صبر کرنے کا حق کس طرح ادا ہو؟ اس کو آزمانے کے لئے ہر روز انسان کو کوئی نہ کوئی موقع ملتا رہتا ہے، کوئی نہ کوئی موقع پیدا ہوتا رہتا ہے کوئی نہ کوئی دکھ، مصیبت، تکلیف، رنج یا غم کسی نہ کسی طرح انسان کو پہنچتا رہتا ہے، چاہے وہ معمولی یا چھوٹا سا ہی ہو۔ تو اس آیت میں فرمایا کہ جب کوئی ایسا موقع پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو تمہیں اس دکھ، تکلیف، پریشانی یا اس مشکل سے نکال سکتی ہے اس لئے اس کے سامنے جھکو، اس سے دعا مانگو کہ وہ تمہاری تکلیف اور پریشانی دور فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 13فروری 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- رہے گا خلافت کا فیضان جاری (منظوم)
- کتاب، تعلیم کی تیاری
- دانشمند بیٹا - قرآنی انبیاء
- حیاتِ نورالدین
- دیدار الٰہی
- پردہ تعلیم میں رکاوٹ نہیں ہے
- جلسہ یوم مسیح موعودؑ جماعت احمدیہ لٹویا
- لوکل احمدیہ مسلم کمیونٹی کے ساتھ افطار ڈنر

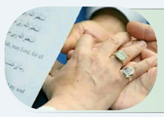

دربارِ خلافت

حکمت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے جو بات ہو وہ دلوں کو نرم کرتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر حکمت یہ بھی تقاضا کرتی ہے کہ کبھی کوئی غلط بات نہ ہو بلکہ سچی اور صاف بات ہو اور اسلام نے تو ایسی خوبصورت اور سچی تعلیم دی ہے، اسلام ایسا خوبصورت اور سچا مذہب ہے کہ اس کے لئے کوئی ضرورت ہی نہیں ہے کہ کوئی گول مول بات کی جائے۔ ہم اُن علماء کی طرح نہیں جو کہتے ہیں کہ حکمت کے تقاضے پورے کرنے کے لئے اگر جھوٹ بھی بولنا ہو تو بول دو اور یہ اُن کی تفسیروں کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ وہ حکمت کیسی ہے جس میں جھوٹ ہے؟ جہاں جھوٹ آیا وہاں انصاف، عدل اور امن ختم ہوا۔ اور جہاں یہ چیزیں ختم ہوئیں وہاں فتنہ و فساد پیدا ہوا اور یہی چیز آجکل ہم پاکستان میں اور دوسرے اسلامی ملکوں میں دیکھ رہے ہیں اور جب فتنہ پیدا ہو تو پھر وہاں اسلام نہیں رہتا۔

پس اسلام کی حقیقی تعلیم اگر کوئی پھیلا سکتا ہے، اگر کوئی بتا سکتا ہے تو وہ احمدی ہے جس کی ہر بات صداقت، عدل اور علم پر منحصر ہے۔ پس یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے ہر احمدی کی جو ہم نے ادا کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسی طرح حکمت کے تقاضے پورے کرو۔ یعنی اپنے علم کو بڑھاؤ، اپنے صبر کے معیار کو بڑھاؤ، اپنے عدل کے معیار کو بڑھاؤ، اپنی روزمرہ زندگی میں جس چیز کا اظہار ہوتا ہو، وہ کرو۔ اپنے اندر مزاج شناسی پیدا کرو کیونکہ مزاج شناسی کے بغیر بھی تبلیغ نہیں ہو سکتی۔ مزاج شناسی بھی تبلیغ کے لئے ایک اہم گُر ہے۔ تو پھر تمہارا وعظ جو ہے وہ اعلیٰ ہو سکتا ہے، تمہاری جو تبلیغ ہے وہ پُر حکمت ہو سکتی ہے۔ تب تم موعظہ حسنہ پر عمل کرنے والے ہو سکتے ہو۔ موعظہ حسنہ کا مطلب یہ ہے کہ ایسی بات جو دل کو نرم کرے۔

پس حکمت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے جو بات ہو وہ دلوں کو نرم کرتی ہے۔ یہاں مختلف قومیں آباد ہیں ان کے لئے مختلف طریق سوچنے ہوں گے کہ کس طرح ان کو احسن رنگ میں تبلیغ کی جائے۔ اس کی طرف بھی اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرما دی ہے کہ جَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ۔ یعنی تبلیغ ایسی احسن دلیل اور حکمت کے ساتھ ہو، تمہاری نصیحت ایسی دل کو لگنے والی ہو کہ دل نرم ہونے شروع ہو جائیں۔ تبلیغ کرنا ہر احمدی کا کام ہے۔ باقی اسے پھل لگانا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ ہدایت فرمانا خدا تعالیٰ کا کام ہے لیکن اس کام کے لئے جیسا کہ میں نے شروع میں کہا تھا اپنی حالتوں کو بدلنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ تبھی بات اثر کرتی ہے۔ تبھی دلیلیں کارگر ہوتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر نصیحت کرنے کے طریق کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا کہ:

’’جسے نصیحت کرنی ہو اُسے زبان سے کرو۔ ایک ہی بات ہوتی ہے وہ ایک پیرایہ میں ادا کرنے سے ایک شخص کو دشمن بنا سکتی ہے اور دوسرے پیرایہ میں دوست بنا دیتی ہے۔ پس جَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ (النحل: 126) کے موافق اپنا عمل درآمد رکھو۔ اسی طرزِ کلام ہی کا نام خدا نے حکمت رکھا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 104 ایڈیشن 2003ء)

پس یہ حکمت سے بات کرنا آپس میں بھی ضروری ہے اور تبلیغ کے لئے بھی ضروری ہے۔ تربیت کے لئے بھی ضروری ہے اور دنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف بلانے کے لئے بھی ضروری ہے۔ تبلیغ کے راستے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کھول دیئے۔ اس سے فائدہ اُٹھانا اور ایک ہو کر ایک مہم کی صورت میں تبلیغ کے میدان میں اترنا اب افرادِ جماعت کا کام ہے۔ آپ پر منحصر ہے کہ کس حد تک اس کو بجا لاتے ہیں۔ اخباروں نے تو مسجد کے حوالے سے خبریں لگا دیں کہ اسلام نے جھنڈے گاڑ دیئے۔ خلیفہ نے کہا کہ سترھویں صدی میں مسلمانوں کو یہاں سے نکالا گیا تھا اب ہم نے واپس یہاں آنا ہے۔ لیکن صرف ان خبروں سے تو ہمارا مقصد حاصل نہیں ہو گا۔ اس سے ملتی جلتی خبریں تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے بھی اخباروں میں شائع ہوئی تھیں جب مسجد بشارت پیدروآباد کا افتتاح ہوا تھا۔ لیکن جائزہ لیں۔ کیا گزشتہ تیس سال میں ہم نے کچھ حاصل کیا۔ پس ترقی کرنے والی قومیں اخباری خبروں سے خوش نہیں ہوتیں۔ مقصد حاصل کرنے والی قومیں ریسپشن میں یا دوستوں کی مجالس میں مہمانوں کے جذباتی اظہار سے خوش نہیں ہو جایا کرتیں بلکہ اپنے جائزے لیتی ہیں۔ نئے نئے پروگرام بناتی ہیں۔ آپس میں ایک اکائی بن کر نئے عزم کے ساتھ اپنے پروگراموں کو عملی جامہ پہناتی ہیں۔ اور اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتیں جب تک اپنے مقصد کو حاصل نہ کر لیں۔ چھوٹی چھوٹی باتیں اُن کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ اس ٹوہ میں نہیں رہتیں کہ امیر جماعت نے یا صدر جماعت نے میرے متعلق کیا بات کی تھی بلکہ ایسی باتیں پہنچانے والوں کو ترقی کرنے والے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں کی میرے سامنے کوئی حیثیت نہیں ہے۔ مَیں نے تو زمانے کے امام کے ساتھ عہدِ بیعت باندھا ہوا ہے اور اُسے میں نے پورا کرنا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے۔ ان باتوں کی طرف توجہ تو میرے خیالات کو منتشر کر دے گی اور مَیں اپنے مقصد کو بھول جاؤں گا۔ اپنے ہم وطنوں کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانے میں یہ باتیں آپس کی چپقلشیں روک بن جائیں گی۔ میرے سے تفرقہ کا اظہار ہو گا۔ اس طرح میں اپنی دنیا و عاقبت برباد کرنے والا بن جاؤں گا۔ پس اگر تمہیں میرے سے ہمدردی ہے، اگر تمہیں جماعت سے ہمدردی ہے تو یہ باتیں مجھ تک نہ پہنچاؤ بلکہ کسی شخص کو بھی ان کے بارے میں جو باتیں تم سنو، وہ نہ بتاؤ کیونکہ یہ چغلی کے زمرہ میں آتی ہیں۔ اگر یہ سوچ ہر احمدی کی، ہر مبلغ کی، ہر عہدیدار کی ہو جائے گی تو پھر ان شاء اللہ تعالیٰ انقلاب کے راستے کھلتے چلے جائیں گے۔ پس ہر سطح پر یہ عزم کریں، چاہے وہ خادم ہیں یا انصار ہیں یا لجنہ کے ممبر ہیں کہ میں نے اسلام کی سربلندی کی خاطر ہر قسم کے تفرقے کو ختم کرنا ہے اور ہر قسم کی رنجشوں اور فتنوں کو جڑ سے اکھیڑنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 5/ اپریل 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

رہے گا خلافت کا فیضان جاری

(کلام صاحبزادی امۃ القدوس بیگم)

خدا کا یہ احسان ہے ہم پہ بھاری
کہ جس نے ہے اپنی یہ نعمت اتاری
نہ مایوس ہونا ہو گھٹن نہ طاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

نبوت کے ہاتھوں جو پودا لگا ہے
خلافت کے سائے میں پُھولا پھلا ہے
یہ کرتی ہے اس باغ کی آبیاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

خلافت سے کوئی بھی ٹکر جو لے گا
وہ ذلّت کی گہرائی میں جا گرے گا
خدا کی یہ سنّت ازل سے ہے جاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

خدا کا ہے وعدہ خلافت رہے گی
یہ نعمت تمہیں تا قیامت ملے گی
مگر شرط اس کی اطاعت گزاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

محبت کے جذبے، وفا کا قرینہ
اُخوت کی نعمت، ترقی کا زینہ
خلافت سے ہی برکتیں ہیں یہ ساری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

الٰہی ہمیں تو فراست عطا کر
خلافت سے گہری محبت عطا کر
ہمیں دکھ نہ دے کوئی لغزش ہماری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

اداریہ

کتاب، تعلیم کی تیاری

قسط 42

اس عنوان کے تحت درج ذیل تین عناوین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں؟

2۔نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟

3۔ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

اللہ کے حضور ہمارے فرائض

استغفار کرتے رہو اور موت کو یاد رکھو موت سے بڑھ کر اور کوئی بیدار کرنے والی چیز نہیں ہے۔ جب انسان سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرتا ہے۔

جس وقت انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پہلے گناہ بخش دیتا ہے پھر بندے کا نیا حساب چلتا ہے۔ اگر انسان کا کوئی ذرا سا بھی گناہ کرے تو وہ ساری عمر اس کا کینہ اور دشمنی رکھتا ہے اور گو زبانی معاف کر دینے کا اقرار بھی کرے لیکن پھر بھی جب اُسے موقع ملتا ہے تو اپنے اس کینہ اور عداوت کا اس سے اظہار کرتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ ہی ہے کہ جب بندہ سچے دل سے اس کی طرف آتا ہے تو وہ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا۔ اور رجوع بہ رحمت فرماتا ہے۔ اپنا فضل اس پر نازل کرتا ہے اور اس گناہ کی سزا کو معاف کر دیتا ہے۔ اس لئے تم بھی اب ایسے ہو کر جاؤ کہ تم وہ ہو جاؤ جو پہلے نہ تھے۔ نماز سنوار کر پڑھو۔ خدا جو یہاں ہے وہاں بھی ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ جب تک تم یہاں ہو تو تمہارے دلوں میں رقت اور خدا کا خوف ہو اور جب پھر اپنے گھروں میں جاؤ تو بے خوف اور نڈر ہو جاؤ۔ نہیں بلکہ خدا کا خوف ہر وقت تمہیں رہنا چاہئے۔ ہر ایک کام کرنے سے پہلے سوچ لو اور دیکھ لو کہ اس سے خدا تعالیٰ راضی ہو گا یا ناراض۔ نماز بڑی ضروری چیز ہے اور مومن کا معراج ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا مانگنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے۔ نماز اس لئے نہیں کہ ٹکریں ماری جاویں یا مرغ کی طرح کچھ ٹھونگیں مار لیں۔ بہت لوگ ایسی ہی نمازیں پڑھتے ہیں اور بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ کسی کے کہنے سننے سے نماز پڑھنے لگتے ہیں۔ یہ کچھ نہیں۔

نماز خدا تعالیٰ کی حضوری ہے اور خدا تعالیٰ کی تعریف کرنے اور اس سے اپنے گناہوں کے معاف کرانے کی مرکّب صورت کا نام نماز ہے۔ اس کی نماز ہرگز نہیں ہوتی جو اس غرض اور مقصد کو مدنظر رکھ کر نماز نہیں پڑھتا۔ پس نماز بہت ہی اچھی طرح پڑھو۔ کھڑے ہو۔ تو ایسے طریق سے کہ تمہاری صورت صاف بتا دے کہ تم خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں دست بستہ کھڑے ہو اور جھکو تو ایسے جس سے صاف معلوم ہو کہ تمہارا دل جھکتا ہے اور سجدہ کرو تو اس آدمی کی طرح جس کا دل ڈرتا ہے اور نمازوں میں اپنے دین اور دنیا کے لئے دعا کرو۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 248-247 ایڈیشن 1984ء)

پھر میں یہ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو آتے ہیں وہ کوئی بُری بات تو کہتے ہی نہیں۔ وہ تو یہی کہتے ہیں کہ خدا ہی کی عبادت کرو اور مخلوق سے نیکی کرو۔ نمازیں پڑھو اور جو غلطیاں مذہب میں پڑ گئی ہوئی ہیں انہیں نکالتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت جو میں آیا ہوں تو میں بھی اُن غلطیوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہوں جو فیج اعوج کے زمانہ میں پیدا ہو گئی ہیں۔ سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کو خاک میں ملا دیا گیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور اہم اور اعلیٰ تعلیم توحید کو مشکوک کیا گیا ہے۔ ایک طرف تو عیسائی کہتے ہیں کہ یسوع زندہ ہے اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نہیں ہیں اور وہ اس سے حضرت عیسیٰ کو خدا اور خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ دو ہزار برس سے زندہ چلے آتے ہیں۔ نہ زمانہ کا کوئی اثر اُن پر ہوا۔ دوسری طرف مسلمانوں نے یہ تسلیم کر لیا کہ بیشک مسیح زندہ آسمان پر چلا گیا ہے اور دو ہزار برس سے اب تک اسی طرح موجود ہے۔ کوئی تغیّر و تبدل اس کی حالت اور صورت میں نہیں ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر گئے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ میرا دل کانپ جاتا ہے جب میں ایک مسلمان مولوی کے منہ سے یہ لفظ سنتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر گئے۔ زندہ نبی کو مُردہ رسول قرار دیا گیا۔ اس سے بڑھ کر بے حُرمتی اور بے عزتی اسلام کی کیا ہو گی۔ مگر یہ غلطی خود مسلمانوں کی ہے۔ جنہوں نے قرآن شریف کے صریح خلاف ایک نئی بات پیدا کر لی۔ قرآن شریف میں مسیح کی موت کا بڑی وضاحت سے ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن اصل میں اس غلطی کا ازالہ میرے ہی لئے رکھا تھا۔ کیونکہ میرا نام خدا نے حَکَم رکھا ہے۔ اب جو اس فیصلہ کے لئے آوے وہی اس غلطی کو نکالے۔ دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ پر خدا اُس کو قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اس قسم کی باتوں نے دنیا کو بڑا نقصان پہنچایا ہے۔

مگر اب وقت آ گیا ہے کہ یہ سب جھوٹ ظاہر ہو جاوے۔ خدا تعالیٰ نے جس کو حَکَم کر کے بھیجا اس سے یہ باتیں مخفی نہیں رہ سکتی ہیں۔ بھلا دائی سے پیٹ چھپ سکتا ہے۔ قرآن نے صاف فیصلہ کر دیا ہے کہ آخری خلیفہ مسیح موعود ہو گا اور وہ آ گیا ہے۔ اب بھی اگر کوئی اس پر لکیر کا فقیر رہے گا۔ جو فیج اعوج کے زمانہ کی ہے تو وہ نہ صرف خود نقصان اٹھائے گا بلکہ اسلام کو نقصان پہنچانے والا قرار دیا جاوے گا۔ اور حقیقت میں اس غلط اور ناپاک عقیدہ نے لاکھوں آدمیوں کو مرتد کر دیا ہے۔ اس اصول نے اسلام کی سخت ہتک کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہو۔ جب یہ مان لیا کہ مُردوں کو زندہ کرنے والا، آسمان پر جانے والا، آخری انصاف کرنے والا یسُوع مسیح ہی ہے تو پھر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو مَعَاذَ اللّٰہ کچھ بھی نہ ہوئے۔ حالانکہ اُن کو رحمۃً للعالمین کہا گیا اور وہ کافۃ النّاس کے لئے رسول ہو کر آئے۔ خاتم النّبیین وہی ہوئے۔ ان لوگوں کا جنہوں نے مسلمان کہلا کر ایسے بیہودہ عقیدے رکھتے ہیں، یہ بھی مذہب ہے کہ اس وقت جو پرندے موجود ہیں اُن میں کچھ مسیح کے ہیں اور کچھ خدا تعالیٰ کے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ۔ میں نے ایک بار ایک موحّد سے سوال کیا کہ اگر اس وقت دو جانور پیش کئے جاویں اور پوچھا جاوے کہ خدا کا کونسا ہے اور مسیح کا کونسا ہے۔ تو اُس نے جواب دیا۔ کہ مل جُل ہی گئے ہیں۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 252-251 ایڈیشن 1984ء)

نفس کے ہم پر حقوق

قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی ناامید نہ ہو۔ مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ ہمارا خدا عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ (البقرہ: 21) خدا ہے۔ قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو۔ اپنی زبان میں بھی دعائیں کر لو۔ قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اُس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو۔ نماز کو اسی طرح پڑھو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔ البتہ اپنی حاجتوں اور مطالب کو مسنون اذکار کے بعد اپنی زبان میں بیشک ادا کرو۔ اور خدا تعالیٰ سے مانگو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس سے نماز ہرگز ضائع نہیں ہوتی۔ آجکل لوگوں نے نماز کو خراب کر رکھا ہے۔ نمازیں کیا پڑھتے ہیں ٹکریں مارتے ہیں۔ نماز تو بہت جلد جلد مُرغ کی طرح ٹھونگیں مار کر پڑھ لیتے ہیں اور پیچھے دعا کے لئے بیٹھے رہتے ہیں۔ نماز کا اصل مغز اور روح تو دعا ہی ہے۔ نماز سے نکل کر دعا کرنے سے وہ اصل مطلب کہاں حاصل ہو سکتا ہے۔ ایک شخص بادشاہ کے دربار میں جاوے اور اس کو اپنا عرض حال کرنے کا موقع بھی ہو۔ لیکن وہ اس وقت تو کچھ نہ کہے لیکن جب دربار سے باہر جاوے تو اپنی درخواست پیش کرے، اسے کیا فائدہ۔ ایسا ہی حال ان لوگوں کا ہے جو نماز میں خشوع خضوع کے ساتھ دعائیں نہیں مانگتے۔ تم کو جو دعائیں کرنی ہوں نماز میں کر لیا کرو۔ اور پورے آداب الدّعا کو ملحوظ رکھو۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 258-257 ایڈیشن 1984ء)

حدیث میں آیا ہے۔ ومن حسن الاسلام ترک مالا یعنیہ۔ یعنی اسلام کا حسن یہ بھی ہے کہ جو چیز ضروری نہ ہو وہ چھوڑ دی جاوے۔

اسی طرح پر یہ پان۔ حقّہ۔ زردہ (تمباکو) افیون وغیرہ ایسی ہی چیزیں ہیں۔ بڑی سادگی یہ ہے کہ ان چیزوں سے پرہیز کرے۔ کیونکہ اگر کوئی اور بھی نقصان اُن کا بفرض محال نہ ہو۔ تو بھی اس سے ابتلا آ جاتے ہیں۔ اور انسان مشکلات میں پھنس جاتا ہے۔ مثلاً قید ہو جاوے تو روٹی تو ملے گی لیکن بھنگ چرس یا اور منشی اشیاء نہیں دی جاوے گی۔ یا اگر قید نہ ہو کسی ایسی جگہ میں ہو جو قید کے قائمقام ہو تو پھر بھی مشکلات پیدا ہو جاتے ہیں۔ عمدہ صحت کو کسی بیہودہ سہارے سے کبھی ضائع کرنا نہیں چاہئے۔ شریعت نے خوب فیصلہ کیا ہے کہ ان مُضر صحت چیزوں کو مُضر ایمان قرار دیا ہے اور ان سب کی سردار شراب ہے۔

یہ سچی بات ہے کہ نشوں اور تقویٰ میں عداوت ہے۔ افیون کا نقصان بھی بہت بڑا ہوتا ہے۔ طبی طور پر یہ شراب سے بھی بڑھ کر ہے اور جس قدر قویٰ لے کر انسان آیا ہے اُن کو ضائع کر دیتی ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 292 ایڈیشن 1984ء)

بقیہ صفحہ 9 پر

فرید احمد نوید۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

قرآنی انبیاء

دانشمند بیٹا

قسط 14

بادشاہ کے دربار میں آنے والی دونوں عورتوں میں سے ہر ایک کا دعویٰ تھا کہ وہ بچہ اس کا ہے۔ وہ دونوں اپنے موقف کی حمایت میں دلائل دے رہی تھیں اور کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ کون سی عورت سچی ہے اور کون سی عورت جھوٹ بول رہی ہے۔ تمام درباری سوچ رہے تھے کہ بادشاہ سلامت اس مشکل مقدمے کا فیصلہ کیسے کریں گے۔ کہ اچانک بادشاہ نے ایک تلوار لانے کا حکم دیا۔تلوار حاضر کی گئی تو بادشاہ نے کہا اس بچے کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے اور ایک ایک حصہ، دونوں عورتوں کو دے دیا جائے۔ بچے کی حقیقی ماں یہ برداشت نہ کرسکی اور چلا اٹھی اور یوں مقدمے کا فیصلہ ہوگیا۔

حضرت داؤد کے دانشمند بیٹے کی زندگی کے واقعات جنہیں اللہ تعالیٰ نے نبوت اور حکومت دونوں عطا کئے تھے۔

حضرت داؤد جب بڑھاپے کی عمر کو پہنچے تو بنی اسرائیل کیلئے آپ کے کسی جانشین کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ آپ بوڑھے ہو جانے کے باعث اب کاروبار مملکت صحیح رنگ میں چلانہ سکتے تھے اور سب کو معلوم تھا کہ اب داؤد چند دن کے مہمان ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ بعض فتنہ پرداز لوگوں نے آپ کے بعد بنی اسرائیل کا بادشاہ بننے کے خواب دیکھنے شروع کر دیئے۔ انہی لوگوں میں سے ایک حضرت داؤد کا اپنا بیٹا اور نیاہ بھی تھا جو یہ سوچ رہا تھا کہ کس طرح آپ کی وفات کے بعد میں بادشاہ بن جاؤں اس مقصد کے لئے اس نے آہستہ آہستہ قوم کے سرکردہ لوگوں کو اپنے ساتھ ملانا شروع کر دیا اور یہ سازش زور پکڑنے گی۔

حضرت داؤد کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپ نے کسی بھی قسم کے فتنے سے بچنے کے لئے اپنی زندگی میں ہی اپنا جانشین مقرر کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ آپ نے اپنے تمام بیٹوں کی طرف دیکھا اور بالآخر آپ کی نگاہ انتخاب اپنے بیٹے سلیمان علیہ السلام پر جاکر ٹھہر گئی۔ آپ حضرت سلیمان علیہ السلام کی نیکی اور دانشمندی سے واقف تھے اور آپ کو یہ بھی معلوم تھا کہ بنی اسرائیل کی قیادت بہتر طور پر سلیمان علیہ السلام ہی کر سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے آپ نے حکم دیا کہ میری زندگی میں ہی جانشینی کا فیصلہ کیا جائے گا اور سلیمان علیہ السلام کو تخت پر بٹھایا جائے گا۔ یوں آپ کی زندگی میں ہی یہ فیصلہ کر دیا گیا کہ آپ کے بعد سلیمان علیہ السلام بنی اسرائیل کے بادشاہ ہوں گے اور پھر ایسا ہی ہوا۔ جب حضرت داؤد نے وفات پائی تو آپ کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام بادشاہ بنے۔ اور یوں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ایک مرتبہ پھر احسان کے طور پر ایک نیک، معاملہ فہم اور بزرگ انسان بادشاہ کے طور پر عنایت کیا۔ یوں ان کے دن بہت اچھے گزرنے لگے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے والد کی طرح بادشاہ ہونے کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نبی بھی تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے تمام کاموں میں حکمت و دانائی کے ساتھ ساتھ نیکی اور تقویٰ بھی ہوتا تھا۔ آپ کے پاس جو لوگ بھی انصاف کے لئے آتے وہ آپ کی دانشمندی سے بہت متاثر ہوتے۔

ایک روز آپ کے دربار میں ایک بہت مشکل مقدمہ آ گیا جس کا فیصلہ کرنا بظاہر بہت مشکل تھا۔ ہوا یوں کہ دو عورتیں ایک بچے کو ساتھ لئے آپس میں لڑتی جھگڑتی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ ان دونوں کا دعویٰ تھا کہ بچہ جو انکے پاس ہے اس کا ہے۔ فیصلہ کرنا بہت مشکل تھا کیونکہ بچہ ابھی بہت چھوٹا تھا اس لئے اس سے کچھ معلوم نہیں ہوسکتا تھا اور عورتوں میں سے ہر ایک یہی کہہ رہی تھی کہ بچہ اس کا ہے۔ دربار میں خاموشی چھا گئی اور تمام لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف دیکھنے لگے کہ اب آپ کیسے فیصلہ کریں گے۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے کچھ دیر توقف کیا اور پھر حکم دیا کہ ایک تلوار لائی جائے۔تلوار آ گئی تو آپ نے فرمایا اس بچے کو درمیان سے کاٹ کر دو ٹکڑے کر دو اور ایک حصہ ایک عورت کو دے دو اور دوسرا دوسری عورت کو۔ اس حکم کا سننا تھا کہ بچے کی حقیقی ماں فوراً چلا اٹھی کہ نہیں بادشاہ سلامت! اس بچے کو دوسری عورت کے حوالے کر دیں لیکن اس کے دو ٹکڑے مت کریں۔ بچے کو دو ٹکڑے کرنے کا فیصلہ سن کر دونوں عورتوں کا جو ردعمل تھا اس نے فوراً فیصلہ کر دیا کیونکہ حقیقی ماں کو بچے سے بہت محبت تھی اس لئے وہ برداشت نہ کرسکی کہ بچہ دو ٹکڑے کر دیا جائے اسی وجہ سے وہ فوراً چلائی کہ اس بچے کو دوسری عورت کے حوالے کر دیا جائے۔ جب کہ دوسری عورت کو اس فیصلے سے کوئی تکلیف نہ ہوئی تھی اس لئے وہ خاموش کھڑی رہی۔ آپ نے حکم دیا کہ یہ بچہ اس عورت کا ہے جو چلائی تھی۔ اس لئے بچہ اس کے حوالے کر دیا جائے۔ یوں آپ نے خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک مشکل مقدمے کو حکمت اور دانائی کے ساتھ حل کر دیا۔ اس مقدمے کے چرچے باہر بھی ہونے لگے اور لوگوں نے جان لیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک دانا انسان ہیں اس لئے فتنہ پرداز لوگ آپ کی دانائی سے خوف کھانے لگے۔

آپ نے بنی اسرائیل کی اس حکومت کو مضبوط سے مضبوط تر کر دیا۔ آپ کے والد حضرت داؤد چونکہ اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ جنگوں میں مصروف رہے تھے اور ملک میں اندرونی طور پر کوئی تعمیرات وغیرہ نہ کر سکے تھے اس لئے آپ کی خواہش تھی کہ اب حکومت میں اندرونی طور پر ترقی کی جائے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے آپ نے خدا تعالیٰ کا ایک عظیم الشان گھر بنانے کا ارادہ کیا۔ ایک عظیم الشان مسجد۔ ایک بے مثل ہیکل کی تعمیر شروع ہوگئی جسے ’’ہیکل سلیمان‘‘ کہتے ہیں۔ دور دور کے علاقوں سے خوبصورت لکڑی اور پتھر منگوالیا گیا مختلف ممالک کے مشہور اور ماہر معماروں کی خدمات حاصل کی گئیں اور ایک خوبصورت عمارت کی تعمیر ہوئی۔ جو خدا تعالیٰ کے گھر کے طور پر استعمال ہونی تھی۔ جب یہ معبد مکمل ہوگیا تو اسے خالص سونے کا کام کر کے سجالیا گیا اور یوں یہ عظیم معبد تمام علاقے میں اپنی نوعیت کا پہلا معبد تھا جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی حکومت میں تعمیر کیا۔

اس عظیم عبادت گاہ کے مکمل ہونے کے بعد بھی آپ نے مختلف ترقیاتی کام جاری رکھے اور اپنے لئے بھی ایک خوبصورت محل تعمیر کیا۔ محل کی یہ عمارت بھی اپنی مثال آپ تھی لیکن صرف عمارت ہی نہیں بلکہ تمام نظم ونسق بے انتہا خوبصورت تھا۔ ملازموں کے اٹھنے بیٹھنے کے طریق ان کی مستعدی اور تیزی ہر آنے والے کے دل پر گہرا اثر ڈالتی تھی اور بڑے بڑے بادشاہ بھی آپ کے محل میں آ کر متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔

چنانچہ ملکہ سبا بھی جب آپ کے محل میں حاضر ہوئی تو آپ کی حکمت و دانائی کی باتیں سن کر اور آپ پر خدا تعالیٰ کے بے انتہاء فضل دیکھ کر بے حد متاثر ہوئی اور آپ کے ساتھ وہ خدائے بزرگ و برتر پر ایمان لے آئی۔ یہ وہی ملکہ تھی جو یمن کے ایک علاقے کی رہنے والی تھی اور وہاں اس کی ایک سلطنت تھی۔حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب یہ اطلاع ملی کہ یہ ملکہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ حکومت کر رہی ہے لیکن خرابی یہ ہے کہ یہ ملکہ اور اس کی قوم سورج کی پوجا کرتے ہیں تو آپ نے اس قوم کے لئے اپنے دل میں درد محسوس کیا اور چاہا کہ اس قوم کو اور ان کی اس ملکہ کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا جائے۔ چنانچہ آپ نے اپنا ایک ایلچی ملکہ کی طرف روانہ کیا اور اسے ایک خط دیا جس میں اسے خدا تعالیٰ کی طرف بلایا۔ اور کہا کہ بہتر یہ ہے کہ تم خدائے واحد پر ایمان لے آؤ تا کہ تم دنیا میں بھی بھلائی حاصل کرو اور آخرت میں بھی بھلائی کی حقدار بن جاؤ۔ جب یہ خط ملکہ کے پاس پہنچا تو اس نے اپنے دربار میں موجود اپنے سرداروں سے اس بارے میں مشورہ طلب کیا۔

سردار حضرت سلیمان علیہ السلام کی شان و شوکت سے آگاہ تو تھے لیکن انہوں نے ملکہ سے کہا کہ ضروری نہیں کہ ہم سلیمان علیہ السلام کی بات کو ضرور مانیں۔ اگر آپ حکم دیں تو ہم اس سے ٹکرا جائیں گے اور نتیجہ خواہ کچھ بھی نکلے ہم اس سے ڈریں گے ہرگز نہیں۔ ملکہ ایک سمجھدار عورت تھی۔ جانتی تھی کہ جنگوں کے نتیجے میں بہت ہولناک تباہی پھیلتی ہے بستیاں اجڑ جاتی ہیں اور شہر ویران ہو جاتے ہیں اس لئے اس نے سرداروں کی بہادری کی قدر کی لیکن انہیں سمجھایا کہ جنگ کے بجائے اگر ہم سلیمان علیہ السلام کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھائیں تو یہ زیادہ بہتر ہو گا۔ چنانچہ اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایلچی کو عزت و احترام سے بٹھا لیا اور اسے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے تحفے تحائف اور دوستی کا پیغام دیکر رخصت کیا۔ اس کے بعد ملکہ خود حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملنے ان کی حکومت میں گئی اور خدا تعالیٰ کے متعلق سلیمان علیہ السلام کی دانائی کی باتیں سن کر ایمان لے آئی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا دور ہر لحاظ سے ترقی کا دور تھا۔عوام خوش اور خوشحال تھے اور بیرونی طور پر بھی امن تھا۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود بنی اسرائیل کا ایک طبقہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے نالاں تھا۔ فتنہ پرداز لوگوں پر مشتمل یہ گروہ پوشیدہ طور پر آپ کے خلاف سرگرمیوں میں مصروف تھا۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ اس طرح سازشیں کر کے وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ لیکن انہیں معلوم نہیں تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام صرف ایک بادشاہ ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ایک بزرگ نبی بھی ہیں اور خدا تعالیٰ ہر آن آپ کی حفاظت فرما رہا ہے۔ چنانچہ ان شیطانی ٹولوں نے بہت کوششیں کیں لیکن اللہ تعالیٰ کے اس پاک نبی کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکے۔ اور آپ پوری طاقت اور شان و شوکت کے ساتھ حکومت کرتے رہے اور بالآخر آپ نے طبعی طور پر وفات پائی اور اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ آپ کی وفات کا زمانہ قریباً 924 ق م بیان کیا جاتا ہے۔ آپ کے بعد آپ کا بیٹا آپ کا جانشین بنا لیکن افسوس کہ یہ بیٹا دنیاوی لحاظ سے تو آپ کا جانشین بن گیا لیکن روحانی طور پر یہ کسی قابل بھی نہ تھا چنانچہ اس کے بادشاہ بننے کے بعد ملک میں بہت افراتفری پھیل گئی۔ بنی اسرائیل کے اکثر قبائل اس کا ساتھ چھوڑ گئے اور یوں یہ عظیم سلطنت جسے حضرت داؤد نے تقویٰ اور نیکی کی بنیادوں پر قائم کیا تھا۔ اور جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے عظمت بخشی تھی ایک دنیادار وارث کی وجہ سے منتشر ہوگئی اور اس کی عظمت جاتی رہی۔

مریم رحمٰن

حیاتِ نور الدین

قسط 1

(نوٹ از ایڈیٹر۔ ادارہ الفضل آن لائن نے ’’ارشاداتِ نور‘‘ کے عنوان سے 14 قسطوں میں قارئین الفضل کے لئے مائدہ پیش کرنے کی توفیق پائی۔ جو قارئین میں بہت مقبول ہوئے اور ہر قسط نے ہی ’’مقبول ترین‘‘ کی کیٹیگری میں جگہ بنائی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ یہ مائدہ ہمارے لئے بحرین سے مکرمہ فائقہ بشریٰ نے مہیا فرمایا۔ جَزَاھَا اللّٰہُ تَعَالیٰ۔ اب اس کی جگہ مسز مریم رحمٰن کا تیار کردہ مائدہ الفضل آن لائن کے دسترخوان پر قسط وار سجایا جارہا ہے۔)

مبارک سیرت خلیفۃ المسیح الاوّل

حضرت مولانا حاجی حافظ حکیم نور الدینؓ

’’میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایسا اعلیٰ درجے کا صدّیق دیا۔‘‘

چہ خوش بودے اگر ہر یک زاُمّت نورِ دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نورِ یقین بُودے

شجرۂ نسب

حضرت مولانا حاجی حافظ حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ شجرۂ نسب کے اعتبار سے حضرت فاروق اعظم عمر بن الخطاب خلیفۃ الرسول الثانیؓ کی نسل سے ہیں۔ آپ کے نسب میں جہاں مشائخ، اولیاء، علماء گزرے ہیں وہاں آپ سے اوپر گیارہویں پشت تک تمام بزرگ حفاظ قرآن چلے آتے ہیں۔

والد بزرگوار

آپؓ کے والد ماجد کا نام حضرت حافظ غلام رسول تھا۔ آپ بھیرہ ضلع سرگودہا کے رہنے والے تھے۔ آپؓ کے والد کو قرآن سے ایک خاص عشق تھا۔ آپ ہزاروں روپے کے قرآن خرید کر لوگوں میں پھیلا دیتے تھے۔ آپ کے متعلق آتا ہے کہ ایک تاجر بمبئی سے تیس ہزار کے قرآن لے کر بھیرہ آیا تو آپ نے تمام قرآن خرید لئے۔ آپ اپنے بچوں کی تعلیم اور تربیت پر بہت زور دیتے تھے۔

آپؓ فرماتے ہیں کہ ’’تم بھی اپنے بچوں کے لئے ایسے باپ بنو اللہ تعالیٰ میرے باپ پر رحم فرمائے۔ میرا باپ ایسا بلند ہمت تھا کہ اگر وہ اس زمانہ میں ہوتا تو مجھے تحصیل علم کے لئے امریکہ بھیج دیتا۔‘‘

آپ کے سات بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سب سے چھوٹے تھے۔

والدہ ماجدہ

آپ کی والدہ کا نام نور بخت تھا۔ آپ کا تعلق اعوان قوم سے تھا۔ آپ نہایت دیندار گھرانہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ نیک عورت تھیں اور نماز کی انتہائی پابند تھیں۔ باورچی خانہ میں جائے نماز کھونٹی پر لٹکا رہتا نماز کا وقت ہوتا تو وہیں پڑھ لیتیں۔ آپ بچوں کو قرآن اور فقہ پڑھایا کرتی تھیں۔ آپؓ نے بھی قرآن اور فقہ کی ابتدائی تعلیم اپنی والدہ سے حاصل کی۔ آپ کی والدہ نے تیرہ سال کی عمر سے بچوں کو قرآن پڑھانا شروع کیا اور پچاسی سال کی عمر تک برابر ہزاروں بچوں کو قرآن کریم پڑھایا۔

آپؓ فرماتے ہیں کہ بچوں کو مارنا نہیں چاہئے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ...اولاد کے نیک بنانے کے لئے بہت دعا کرو۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے والدین نے ہمیں کبھی زدوکوب نہیں کیا۔ اور نہ کبھی گالی دی۔ وہ ہمارے تعلیم کے لئے بڑے سے بڑے خرچ کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے۔

آپؓ فرماتے ہیں: میرے سامنے کبھی لڑکوں نے گالی نہیں دی۔ جب میں سامنے ہوتا تو کہتے یارو اب سنبھل کے۔

سن پیدائش

آپؓ بھیرہ کے محلہ معماراں میں پیدا ہوئے۔ گلدستہ علم وادب کی 13 جنوری 2020ء کی اشاعت میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی سوانح پر ایک مضمون شائع ہوا جس میں جماعتی کتب کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی عمر 74ء سال اور پیدائش 1841ء درج تھی۔ جس پر ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک جماعتی ادارہ کو اس کی تحقیق کا حکم ارشاد فرمایا۔ اس تحقیق کی مطابق وصیت کے ریکارڈ کے مطابق بوقت وفات آپؓ کی عمر 80 برس تھی۔ اس طرح خلافت کے منصب پر فائز ہونے کے وقت آپ کی عمر 74ء سال بنے گی۔ اس لحاظ سے آپؓ کا سن پیدائش نکالا جائے تو وہ 1834ء بنے گا۔

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ ’’اس کے مطابق درستی کر لیں جَزَاہُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَآء‘‘

چنانچہ اس ہدایت پر ’’ایک ضروری تصحیح‘‘ کے عنوان پر درج بالا الفاظ گلدستہ علم و ادب کی اشاعت 28 فروری 2020ء میں درج ہے۔

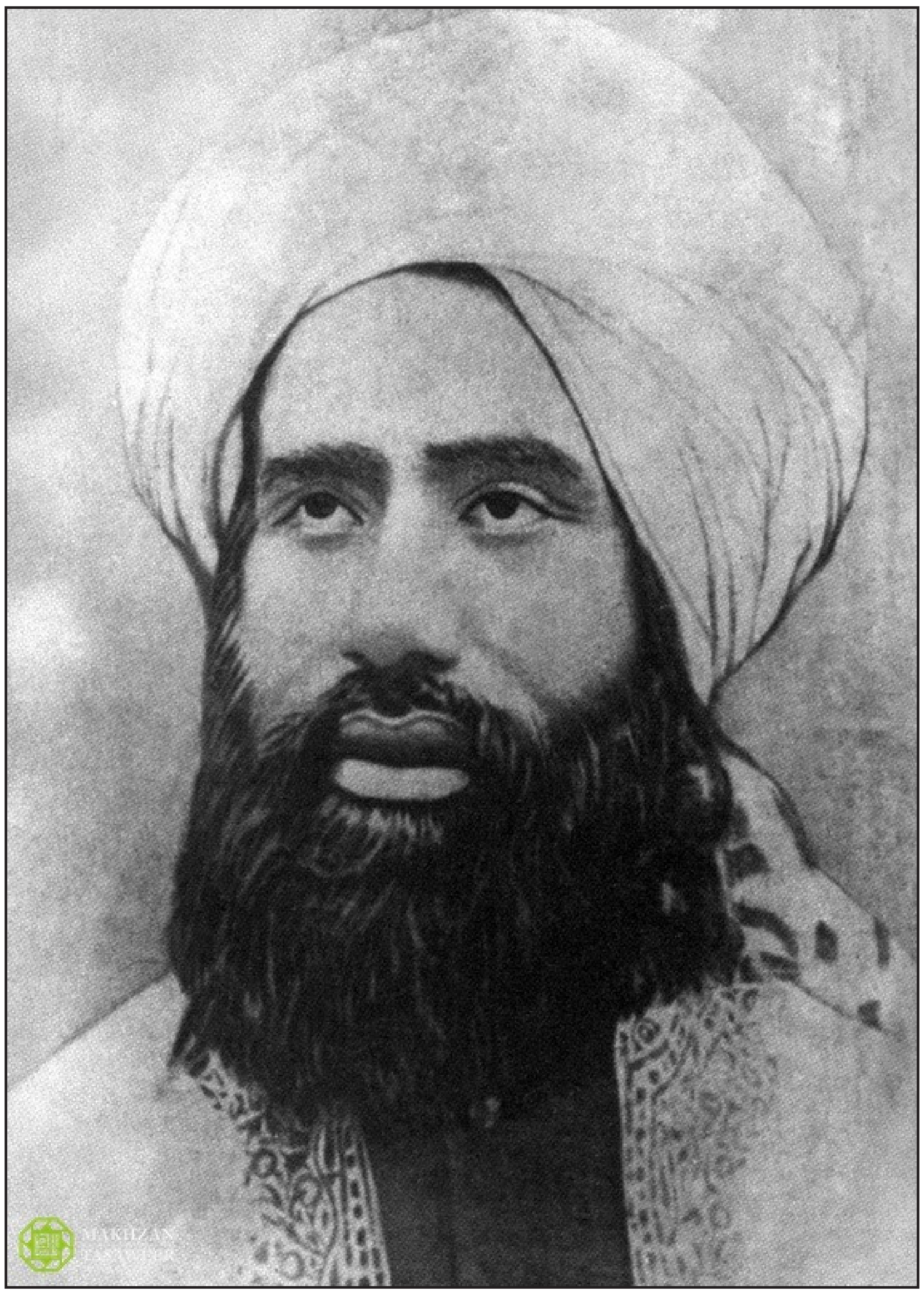

حصول علم واسفار

آپ کا کمال کا حافظہ تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میری والدہ نے مجھے دودھ چھڑایا تھا مجھے یاد ہے۔ ابتدائی تعلیم گھر سے حاصل کی اس کے بعد لاہور اور راولپنڈی سے تعلیم حاصل کرنے چلے گئے۔ اس کے بعد تحصیلی امتحان پاس کرنے پر چار سال تک پنڈدادنخان میں بطور ہیڈ ماسٹر تعینات رہے۔ ملازمت ترک کر کے مزید علوم کے حصول کے لئے رام پور، لکھنؤ، میرٹھ اور بھوپال کے سفر اختیار کئے۔ ان ایام میں آپؓ نے عربی، فارسی، منطق، فلسفہ، طب غرض ہر قسم کے مروّجہ علوم سیکھے۔

بھوپال سے واپسی پر آپؓ کے استاد نے آپ کو ایک ایسی نصیحت کی جس کے متعلق آپؓ کا فرمانا ہے کہ اس نصیحت پر عمل کر کے میں ساری زندگی خوش رہا۔ وہ نصیحت آپ کے استاد مولوی عبدالقیوم صاحب نے آپؓ کے استفسار پر کی۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ ’’خدا نہ بننا، رسول نہ بننا۔‘‘ اس پر آپؓ نے عرض کیا کہ مولوی صاحب سمجھ نہیں آئی۔ اس پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ تم خدا کس کو کہتے ہو؟ اس پر آپؓ کی زبان سے نکلا کہ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ: وہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ بس ہماری مراد یہی ہے کہ تمہاری کوئی خواہش ہو اور وہ پوری نہ ہو تو تم اپنے نفس سے کہو کہ میاں کیا تم کوئی خدا ہو؟ رسول یقین کرتا ہے کہ جو احکام اس کو خدا کی طرف سے ملے ہیں اس کی نافرمانی کر کے لوگ جہنم میں گر جائیں گے۔ اس لئے اس کو بہت رنج ہوتا ہے۔ لیکن اگر لوگ تمہارا فتویٰ نہ مانیں تو تھوڑی وہ اس سے جہنمی ہو جائیں گے۔ اس لئے تم کو رنج نہیں ہونا چاہئے۔

بھوپال میں قیام کے دوران اللہ تعالیٰ نے آپ کے حج کے سفر کے اسباب اس طرح پیدا کئے کہ ایک امیرزادہ کو سوزاک ہوگئی اس کے علاج پر اس نے اس قدر رقم دی کے سفر حرمین کے لئے رخت سفر باندھ لیا۔

مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو 1865ء میں حج کی سعادت نصیب فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو دو مرتبہ مکہ مکرمہ جانے کی توفیق دی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے عشق واطاعت کا اسقدر جوش اور جذبہ تھا کہ عموماً آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کداء کی طرف سے مکہ داخل ہوتے تھے۔ چونکہ کداء کی طرف سے جانے کے لئے پیدل بھی چلنا پڑتا تھا لوگ اس طرف رخ نہ کرتے تھے۔ لیکن آپؓ کو اطاعت رسول کا اسقدر جذبہ تھا کہ جس راستہ پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قدم پڑے ہیں اس کی پیروی کرنی ہے خواہ سواری سے اتر کر پیدل ہی چلنا پڑے۔

آپ نے جہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کی وہاں علماء کرام سے علم حدیث پڑھا۔ جن میں سے حضرت شاہ عبدالغنی مجددیؒ قابل ذکر ہیں۔ جن کو علم حدیث پر کمال دسترس تھی۔

پابندیٔ نماز

جن دنوں مدینہ میں آپؓ حضرت شاہ عبدالغنیؒ سے علم حاصل کرتے تھے۔ نماز ظہر جماعت سے رہ گئی۔ آپؓ کو اسقدر صدمہ ہوا کہ آپ کا

رنگ زرد ہوگیا کہ یہ ایسا گناہ ہے کہ جو قابل معافی نہیں۔ آپ کو مسجد میں بھی داخل ہونے سے ڈر لگ رہا تھا۔ وہاں ایک باب الرحمت ہے جس پر یہ قرآنی آیت درج ہے کہ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (الزمر :54)

اس آیت کو پڑھ کر بھی آپ ڈرتے ہوئے اور حیرت زدہ ہو کر مسجد میں داخل ہوئے۔ آپ گھبرائے ہوئے تھے، آپ جب منبر اور حجرہ شریف کے درمیان پہنچے اور نماز ادا کرنے لگے تو رکوع کے درمیان آپ کو ایک خیال زور سے آیا کہ حدیث میں آیا ہے کہ مَابَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ: جنت ایسی جگہ ہے کہ جہاں جو التجا کی جاتی ہے قبول ہوتی ہے۔ آپ نے دعا کی کہ الٰہی میرا قصور معاف کر دیا جائے۔

عشق قرآن و مسئلہ ناسخ ومنسوخ

آپؓ فرماتے ہیں: ہزاروں کتابیں پڑھیں لیکن قرآن جیسی کوئی کتاب نہیں۔ اس کتاب کا ایک رکوع انسان کو بادشاہ سے بڑھ کر بنا دیتا ہے۔ فرمایا کہ قرآن میری غذا ہے۔ اگر آٹھ پہر میں قرآن پڑھ، سن نہ لوں، سکون نہیں آتا۔ سونے سے قبل آدھ پارہ میرا بیٹا مجھے سنا دیتا ہے۔ غرض قرآن کے بغیر میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ وہ میری غذا ہے۔

آپ نے مسئلہ ناسخ ومنسوخ کے حل کے لئے مختلف کتب کا مطالعہ کیا جیسے اتقان، الفوز الکبیر وغیرہ۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان پانچ آیات کو جن کے متعلق شاہ اللہ محدث دہلوی نے کہا تھا کہ وہ منسوخ ہیں ان کو بھی حل کر لیا۔ آپ نے فرمایا کہ گزشتہ مفسرین جن آیات کو حل نہ کر سکے، دراصل وہ ان آیات کا فہم وادراک حاصل نہ کر پائے اسلئے ان آیات کو منسوخ قرار دے دیا۔ اگر ان آیات کا حل تلاش کیا جاتا تو وہ ان کو حل کر سکتے تھے۔

تیراکی

آپ کو تیراکی میں کمال مہارت تھی آپ فرماتے ہیں کہ جب جہلم کا دریا پورے زور پر ہوتا تھا تو میں اس کو تیر کر عبور کر لیتا تھا۔

توکل علی اللہ

آپؓ فرماتے ہیں: آدمی کو ڈپلومہ یا ڈگری پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہیے۔ ایک افسر مدارس پنڈ دادنخان میں آیا۔ آپؓ کو کہنے لگا آپ کو اپنے ڈپلومہ پہ گھمنڈ ہے۔ آپ نے ڈگری منگوا کر اس کے سامنے پھاڑ دی۔ فرمایا کہ اس ڈگری پر آدمی کو غرور اور تکبر نہیں کرنا چاہئے ورنہ شرک ہوتا ہے۔ مجھے ان ڈگریوں پر بھروسہ نہیں اللہ پر بھروسہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کے بعد کبھی کسی چیز کی کمی نہیں ہوئی۔

آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ میری آمدنی کا راز خدا نے کسی کو بتانے کی اجازت نہیں دی۔ آپ سے کوئی قرض کا مطالبہ کرنے آیا۔ آپ کے پاس رقم نہیں تھی۔ آپ نے دعا کی۔ مصلّی اٹھایا تو اس میں سے ایک پاؤنڈ مل گیا۔ ایک کشمیری دوست نے آپ کے پاس 4 سو روپے امانت رکھوائی۔ چند دن بعد تار آئی کے مجھے امانت لوٹا دیں۔ آپ اپنے ہسپتال میں تھے۔ اسی دوران دو ہندو رئیس شاہ پور سے آئے انہوں نے نذرانہ کے طور پر چار سو روپیہ اور پھل پیش کر دیے۔

زیارت رسول

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے خواب میں آکر مجھے فرمایا کہ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ بہت پڑھا کرو۔

حضرت خلیفہ اولؓ کی قادیان کی زندگی

حضرت خلیفہ اوّلؓ حضرت اقدس مسیح موعود کے سچے عاشق صادق تھے۔ اول المبایعین، اول المہاجرین تھے۔ ریاست جموں میں جہاں آپ طبیب تھے۔ آپ کی ماہوار آمدنی 1500 روپے تھی۔ اس کو چھوڑنے پر آپ کو کوئی ملال نہ تھا۔ 1893ء میں جب حضرت عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے آپؓ سے بیان کیا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا منشاء ہے کہ اب آپ یہیں رک جائیں۔ تو آپ نے فرمایا: بہت اچھا اور پھر کبھی بھیرہ کا نام نہ لیا۔ پھر حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اپنی بیوی کو بلالیں۔ آپ نے پہلے اپنی ایک بیوی کو پھر دوسری کو بلا لیا۔ پھر کبھی اپنے آبائی وطن کا نام نہ لیا۔

قادیان میں آپ کے مشاغل

قبل از خلافت 13 سال، بعد از خلافت 6 سال۔ صبح کے وقت بیماروں کو دیکھتے۔ حدیث اور طب پڑھاتے ضرورتمندوں کی ضرورتیں پوری کرتے۔ امر بالمعروف، نہی عن المنکر کا سلسلہ بھی چلتا رہتا۔ عصر کے بعد درس قرآن ہوتا۔ صبح کے وقت زنانہ میں درس قرآن ہوتا۔ امامت کے فرائض بھی ادا کرتے۔

صدر انجمن کے قیام پر 29 جنوری 1906ء کو حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کو پریذیڈنٹ مقرر کیا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا آپ کی رائے انجمن کی سو رائے کے برابر سمجھنی چاہیے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ تصانیف کے کام میں مصروف رہتے۔ آپ کا رجحان ادب کی وجہ سے کتب لکھنے کی طرف نہیں گیا۔ دھرمپال کی کتاب ترک اسلام کا جو جواب آپ نے تحریر فرمایا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس کا لفظ لفظ سن کر اس کا نام نورالدین تجویز فرمایا۔

آپؓ فرماتے ہیں خداتعالیٰ مجھے یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ عطا فرماتا رہتا ہے۔ کسی چیز کی بھی ضرورت ہو اللہ تعالیٰ خود پوری کرتا چلا جاتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی اجازت سے کئے گئے سفر

بھیرہ سے قادیان ہجرت کرنے کے بعد کوئی سفر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی اجازت کے بغیر نہ کیا۔ وہ سفر جو آپ نے اجازت سے کئے درج ذیل ہیں۔

1. ریاست جموں وکشمیر کے بعض اراکین نے بلایا
2. نواب بہاولپور کے علاج کے لئے۔
3. آپؓ نے نواب محمد علی خان صاحب کی درخواست پر مالیر کوٹلہ درس قرآن وحدیث کے لئے ایک سال آپؓ کو بھیجا۔
4. آریاؤں کے جلسہ میں لاہور حضرت اقدس کا مضمون پڑھنے گئے۔ وہ مضمون چشمہ معرفت میں ہے۔
5. ملتان مقدمہ کی پیروی میں جانا پڑا۔ واپسی پر لاہور میں آپ کا لیکچر ہوا۔
6. شیخ رحمت اللہ صاحب کے گھر اور دوکان کی بنیادی اینٹ رکھنے لاہور گئے۔
7. حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے بلانے پر دہلی کا سفر اختیار کیا۔ آپؓ نے فرمایا: ''بلا توقف دہلی پہنچو'' بغیر کرایہ اور گھر بتائے اس طرح فوراً دہلی روانہ ہو گئے۔ امرتسر پہنچنے پر کرایہ بھی ختم ہوگیا۔ اسٹیشن پر ایک ہندو رئیس نے کہا کے حضور میری بیوی سخت بیمار آپ اسے دیکھ لیں میں آپ کو وقت سے پہلے واپس چھوڑ جاؤں گا۔ واپسی پر اس نے دہلی کی ٹکٹ اور پیسہ بھی ساتھ دے دیے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے انتظام فرمادیا۔

عہد خلافت

اصحاب حضرت مسیح موعودؑ کے اصرار پر آپ نے 27 مئی 1908ء کو بیعت لی۔ آپ نے ایک پُر معارف تقریر ارشاد فرمائی کہ اگر تم نے مجھے خلیفہ چن لیا ہے تو اب تم کو میری فرمانبرداری واطاعت کرنی ہوگی۔

واقعات زمانہ خلافت (1) محلہ دارالعلوم کی زمین کی خریداری (2) مدرسہ تعلیم الاسلام و بورڈنگ ہاؤس کی شاندار عمارات کی تعمیر (3) مسجد نور کی عمارت کی تعمیر (4) نور ہسپتال (5) مدرسہ احمدیہ کا قیام (6) برہمن بڑیا کے مشہور عالم مولانا مولوی عبدالواحد صاحب سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور اس ذریعہ سے سینکڑوں لوگ نے بیعت کی۔ (7) اخبار نور کا اجراء (8) اخبار الفضل کا اجراء (9) اخبار الحق کا اجراء (10) بہت سے شہروں میں احمدیوں اور غیر از جماعت کے مابین مباحثات ہوئے۔ (11) واعظین سلسلہ نے ہندوستان کے مختلف حصوں میں دورے کئے۔ (12) غیر احمدی حضرات نے واعظین سلسلہ کو اپنے جلسوں پر بلانا شروع ہوگیا۔ (13) لندن میں اسلامی مشن کا قیام، خواجہ کمال الدین، حضرت چوہدری فتح محمد سیال لنڈن پہنچے۔ (14) بیت المال کا قیام (15) لنگر خانہ کا باقاعدہ انتظام (16) قادیان میں پبلک لائبریری کا قیام (17) انجمن انصار اللہ کا قیام (18) رسالہ احمدی خواتین۔

وصال

آپؓ کو گھوڑی سے گرنے کی وجہ سے زخموں میں انفیکشن ہوگیا جو بگڑتے بگڑتے دق کی شکل اختیار کر گیا۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحب آپؓ کو اپنی کوٹھی پر لے گئے تھے۔ انہوں نے آپ کی خدمت کا حق ادا کیا۔ آپ کا وصال 13 مارچ 1914ء کو ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ آپؓ کی تدفین حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے پہلو میں بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔

سرسید احمد خان کا تبصرہ

آپ نے سرسید احمد کو خط لکھا کہ جاہل علم حاصل کر کے عالم بنتا ہے، عالم ترقی کر کے حکیم، حکیم ترقی کر کے صوفی بنتا ہے، صوفی ترقی کر کے کیا بنتا ہے؟ سرسید احمد نے جواب دیا صوفی ترقی کر کے نورالدین بنتا ہے۔

اولاد

بوقت وفات آپ کی بیوی مکرمہ صغری بیگم صاحبہ انکی اولاد پانچ لڑکے اور ایک لڑکی زندہ موجود تھے۔ اور پہلی بیوی مکرمہ فاطمہ بی بی مرحومہ صاحبہ سے صاحبزادی حفصہ صاحبہ زوجہ مفتی فضل الرحمٰن صاحب زندہ تھیں۔

بیٹوں کے نام: صاحبزادہ عبدالحیی مرحوم صاحب، صاحبزادہ عبدالسلام صاحب، صاحبزادہ عبدالوہاب صاحب، صاحبزادہ عبدالمنان صاحب، صاحبزادہ عبداللہ صاحب، بیٹی صاحبزادی امۃ الحیی صاحبہ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے عقد میں آئیں۔

تصانیف

آپ کی تصانیف میں حقائق الفرقان، دینیات کا پہلا رسالہ، خطابات نور، خطبات نور، ارشادات نور، مرقات الیقین فی حیات نور الدین، تصدیق براہین احمدیہ، فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب، فصل الخطاب فی مسألۃ فاتحۃ الخطاب، نور الدین بجواب ترک اسلام، رد تناسخ، بیاض نور الدین، ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات، ابطال الوہیت مسیح، خطوط جواب شیعہ ورد نسخ، مبادی الصرف والنحو۔

بقیہ صفحہ 10 پر

ابن ایف آر بسمل

دیدار الٰہی

جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

بن دیکھے کس طرح کسی مہ رخ پہ آئے دل
کیونکر کوئی خیالی صنم سے لگائے دل
دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حسن و جمال یار کے آثار ہی سہی

قرآن کریم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام عربی منظوم کلام میں فرماتے ہیں

تُرٰی صُوْرَۃُ الرَّحْمَانِ فِیْ خِدْرِ سُوْرِہٖ
فَھَلْ مِنْ بَصِیْرٍ بِالتَّدَبُّرِ یَنْظُرُ

یعنی خدائے رحمان کی صورت اس (قرآن) کی سورتوں کے پردہ میں دکھائی دیتی ہے کیا کوئی دیکھنے والا ہے جو تدبر کی نگاہ سے دیکھے؟

(قصائد الاحمدیہ صفحہ 38)

قرآن کریم میں اللہ کا نام 2699 مرتبہ آیا ہے قرآن کریم کی 114 سورتیں ہیں اور ہر سورۃ میں اس کا وجود نظر آتا ہے اس کی صفات ستاروں کی طرح جگمگا رہی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں ’’کبھی انسان خدا کی صفات جلالیہ اور استغنائے ذاتی کے پرتوہ کے نیچے ہوتا ہے اور کبھی صفات جمالیہ کا پرتوہ اس پر پڑتا ہے اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ‘‘

(تفسیر مسیح موعود جلد 8 صفحہ 58)

حضرت موسیٰ کا واقعہ

قرآن کریم میں آیا ہے:.. قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا

(الاعراف : 144)

(موسیٰ نے) کہا اے میرے رب (اپنا وجود) مجھے دکھا تا کہ میں تجھے دیکھوں اس نے جواب دیا تو مجھے ہر گز نہ دیکھ سکے گا مگر پہاڑ کی طرف دیکھ اگر وہ اپنی جگہ پر قائم رہا تو تو مجھے دیکھ لے گا پھر جب اس (یعنی موسیٰ) کے رب نے پہاڑ پر اپنا جلوہ دکھایا تو اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے (تفسیر صغیر)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ’’موسیٰ علیہ السلام کا بیہوش ہو کر گرنا ایک واقعہ نورانی تھا جس کا موجب کوئی جسمانی ظلمت نہ تھی بلکہ تجلیات صفات الٰہیہ جو بغایت اشراق نور ظہور میں آئی تھیں وہ اس کا موجب اور باعث تھیں جن کا اشراق تام کی وجہ سے ایک عاجز بندہ عمران کا بیٹا بیہوش ہو کر گر پڑا اور اگر عنایت الٰہیہ اس کا تدارک نہ کرتیں تو اسی حالت میں گداز ہو کر نابود ہو جاتا مگر یہ مرتبہ ترقیات کاملہ کا انتہائی درجہ نہیں ہے انتہائی درجہ وہ ہے جس کی نسبت لکھا ہے مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (نجم:18) (تفسیر جلد 4 صفحہ 191) ’’انتہائی درجہ (ترقیات کاملہ کا) وہ ہے جس کی نسبت لکھا ہے مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی انسان زمانہ سیر سلوک میں اپنے واقعات کشفیہ میں بہت سے عجائبات دیکھتا ہے اور انواع و اقسام کی واردات اس پر وارد ہوتی ہیں مگر اعلیٰ مقام اس کا عبودیت ہے جن کا لازمہ صحو اور ہوشیاری اور سکر اور شطح سے بکلی بیزاری ہے‘‘

(تفسیر جلد 8 صفحہ 24)

مت کہہ کہ لَنْ تَرٰنِیْ

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں: ’’لَنْ تَرٰنِیْ کے ارشاد سے دیدار کا انکار نہیں ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج شریف میں اللہ جل جلالہ کو دیکھا امت کو کہا تم قیامت میں اپنے اپنے رب کو چودھویں رات کے چاند کی طرح دیکھو گے اور بہت سے اولیاء اللہ نے شرف دیدار حاصل کیا ابن کثیر کا قول ہے کہ دیدار کا مسئلہ صحابہ میں متفق علیہ تھا تابعین اور آئمہ مجتہدین میں بھی اسی پر اتفاق رہا اور کتب سابقہ سے بھی دیدار کا حق ہونا ثابت ہے‘‘

(قرآن مجید مع ترجمہ و تشریح مرتبہ حضرت مولانا میر محمد سعید صاحب از درس قرآن حضرت حکیم مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاول صفحہ 348 حاشیہ)

وہ تمثل کے طور پر اہل کشف
پر اپنے تئیں ظاہر کر سکتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے الوصیت میں تحریر فرمایا

’’ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ پہلے بولتا تھا اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں بلکہ وہ سنتا بھی ہے اور بولتا بھی ہے اس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہو گی وہ وہی واحد لا شریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں اور جس کی کوئی بیوی نہیں وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں اور جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں اور جس کا کوئی ہمتا نہیں جس کا کوئی ہم صفات نہیں اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں وہ قریب ہے باوجود دور ہونے کے اور وہ دور ہے باوجود نزدیک ہونے کے

وہ تمثل کے طور پر اہل کشف پر اپنے تئیں ظاہر کر سکتا ہے مگر اس کے لئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے اور وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی اور بھی ہے اور وہ عرش پر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ زمین پر نہیں۔ وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامد حقہ کا اور سرچشمہ ہے تمام خوبیوں کا اور جامع ہے تمام طاقتوں کا اور مبداء ہے تمام فیضوں کا اور مرجع ہے ہر ایک شئے کا۔ اور مالک ہے ہر ایک ملک کا اور متصف ہے ہر ایک کمال سے اور منزہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے اور مخصوص ہے اس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اسی کی عبادت کریں اور اس کے آگے کوئی بات بھی انہونی نہیں‘‘

(الوصیت صفحہ 10)

وہ تمثل کے طور پر حضرت مسیح موعودؑ پر ظاہر ہوا

ایک مرتبہ مجھے یاد ہے کہ میں نے عالم کشف میں دیکھا کہ بعض احکام قضاء و قدر میں نے اپنے ہاتھ سے لکھے ہیں کہ میں نے اپنے ہاتھ سے لکھے ہیں کہ آئندہ زمانہ میں ایسا ہو گا اور پھر اس کو دستخط کرانے کے لئے خداوند قادر مطلق جل شانہ کے سامنے پیش کیا ہے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ مکاشفات اور رویا صالحہ میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بعض صفات جمالیہ یا جلالیہ الٰہیہ انسان کی شکل میں متمثل ہو کر صاحب کشف کو نظر آجاتے ہیں اور مجازی طور پر وہ یہی خیال کرتا ہے کہ وہی خداوند قادر مطلق ہے اور یہ امر ارباب کشوف میں شائع و متعارف و معلوم الحقیقت ہے جس سے کوئی صاحب کشف انکار نہیں کر سکتا غرض وہی صفت جمالی جو بعالم کشف قوت متخیلہ کے آگے ایسی دکھلائی دی تھی جو خداوند قادر مطلق ہے اس ذات بیچون و بیچگون کے آگے وہ کتاب قضاو قدر پیش کی گئی اور اس نے جو ایک حاکم کی شکل پر متمثل تھا اپنے قلم کو سرخی کی دوات میں ڈبو کر اول اس سرخی کو اس عاجز کی طرف چھڑکا اور بقیہ سرخی کا قلم کے مونہہ میں رہ گیا اس سے اس کتاب پر دستخط کر دیئے اور ساتھ ہی وہ حالت کشف دور ہو گئی اور آنکھ کھول کر جب خارج دیکھا، تو کئی قطرات سرخی کے تازہ بتازہ کپڑوں پر پڑے چنانچہ ایک صاحب عبد اللہ جو سنور ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے اور اس وقت اس عاجز کے پاس نزدیک ہو کر بیٹھے ہوئے تھے دو یا تین قطرہ سرخی کے ان کی ٹوپی پر پڑے پس وہ سرخی جو ایک امر کشفی تھا وجود خارجی پکڑ کر نظر آگئی اسی طرح اور کئی مکاشفات میں، جن کا لکھنا موجب تطویل ہے مشوہدہ کیا گیا ہے‘‘

(سرمہ چشم آریہ، بحوالہ تذکرہ چوتھا ایڈیشن صفحہ 126 - 128)

1885ء

’’میں نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ کی عدالت میں ہوں اور منتظر ہوں کہ میرا مقدمہ بھی ہو اتنے میں جواب ملا

اِصْبِرْ سَنَفْرُغُ یَا مِرْزَا

(مرزا ذرا ٹھہرو ہم ابھی فارغ ہوتے ہیں) پھر ایک بار دیکھا کہ کچہری میں گیا ہوں تو اللہ تعالیٰ ایک حاکم کی صورت پر عدالت کی کرسی پر بیٹھا ہے اور ایک سررشتہ دار کے ہاتھ میں مثل ہے جو وہ پیش کر رہا ہے حاکم نے مثل دیکھ کر کہا کہ مرزا حاضر ہے تو میں نے غور سے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ایک خالی کرسی پڑی ہے مجھے اس کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور پھر میں بیدار ہو گیا‘‘

(تذکرہ صفحہ 129)

1903ء

’’میں نے ایک دفعہ کشف میں اللہ تعالیٰ کو تمثل کے طور پر دیکھا میرے گلے میں ہاتھ ڈال کر فرمایا:

’’جے تو میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو‘‘

(تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 471)

26 اگست 1901ء

’’آج ہم نے رؤیا میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا دربار ہے اور ایک مجمع ہے اور اس میں تلواروں کا ذکر ہو رہا ہے تو میں نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہا کہ

سب سے بہتر اور تیز تر وہ تلوار ہے جو تیری تلوار میرے پاس ہے اس کے بعد ہماری آنکھ کھل گئی اور پھر ہم نہیں سوئے کیونکہ لکھا ہے کہ مبشر خواب دیکھو، تو اس کے بعد جہاں تک ہو سکے نہیں

بقیہ صفحہ 10 پر

امۃ الباری ناصر۔امریکہ

پردہ تعلیم میں رکاوٹ نہیں ہے

گرا تو کتنی پستی میں گرا ہے
حجاب اترا تو پھر آنچل نہ ٹھہرا

شعر آپ نے پڑھا تو کچھ تاثر بھی لیا ہوگا۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس شعر پر جو تاثر لیا اسے دست مبارک سے خط لکھ بھیجا۔ جو، میرے لئے اعزاز ہے۔ میں حضورؒ کی مبارک تحریر پیش کرتی ہوں۔

گرا تو کتنی پستی میں گرا ہے
حجاب اترا تو پھر آنچل نہ ٹھہرا

ایک احمدی شاعرہ کے منہ سے کیسا سجتا ہے جس نے قیام حجاب کی راہ میں سالہاسال جانکاہی کی ہو چہرہ اس شعر کا بتارہا ہے کہ یہ نہ تو کسی زاہد خشک کا کلام ہے نہ کسی بے عمل شاعرہ کا۔ بلکہ ایک باریک نظر صاحبِ تجربہ کے دل کی پکار ہے دوسرا مصرعہ تو لاجواب ہے۔

حجاب اترا تو پھر آنچل نہ ٹھہرا

باوقار حجاب

13 مارچ 1975ء کی صبح میری پیاری امی جان کے ہارٹ فیل سے انتقال کا المناک سانحہ ہوا۔ جو واردات گزر گئی اس میں سے ایک چھوٹی سی بات اپنا اثر چھوڑ گئی۔ امی جان کا جسد خاکی چار پائی پر پڑا تھا۔ یہ وہ خاتون تھیں جس نے درویش شوہر کی جدائی میں بڑے حوصلے اور وقار سے حیا اور پردے کی پاسداری کرتے ہوئے اپنی زندگی گزاری تھی۔ ہم نے ساری عمر دیکھا کہ عزیز رشتہ دار آتے امی جان اپنے سلیقے سے اوڑھے دوپٹے کو اسطرف سے آگے کھینچ لیتیں جدھر مرد بیٹھے ہوتے اور خاطر تواضع بھی کرتیں اہم امور پر گفتگو بھی ہوتی۔ امی جان کو اپنے آٹھ بچوں کو پڑھانا، رشتے طے کرنا اور شادیوں وغیرہ کے سب کام مردانہ وار کرنے پڑے۔ اُس دلیر خاتون کی وفات پر سب اشکبار تھے تجہیز وتکفین کے بعد اب آخری بار آپ کا پُرسکون چہرہ دیکھ رہے تھے۔ باہر چچا جان کو بھی کسی نے پیغام دیا۔ کہ منہ دیکھ لیں جنازہ اُٹھنے والا ہے۔ چچا جان نے جواب دیا ''ہماری بھابی نے ساری عمر حجاب رکھا اب آخری وقت میں ان کا منہ دیکھ کر ان کی روح کو بے چین نہیں کرسکتا میں ان کے لئے دعا کروں گا مگر منہ دیکھنے کی ہمت نہیں'' چچا جان پھوٹ پھوٹ کر رو دئے مگر ایک مثالی پردے پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ ایک مثال امی جان نے قائم کی تھی اور ایک مثال ہمارے چچا جان نے قائم کی۔ اللہ تعالیٰ دونوں کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

پردہ اور حصول تعلیم وعزت

یونیورسٹی اورینٹل کالج کی راہداریوں، لیکچر روم اور لائبریری میں کئی دفعہ آتے جاتے مذاق کا نشانہ بننا پڑا۔ بند گوبھی۔ ڈاکو اور شٹل کاک تو جیسے درودیوار بھی کہنے لگے تھے۔ داخلہ ہوا تو کلاس میں کئی لڑکیاں برقعے میں نظر آئی تھیں مگر رفتہ رفتہ کایا پلٹتی گئی برقعہ کا تو ذکر ہی کیا شلواروں کی جگہ جینز اور قمیصیں مختصر ہوتی گئیں۔

کچھ نہ کچھ یہ احساس پیدا ہوا کہ ہم برقعے والے بیوقوف نظر آتے ہونگے۔ دوسرے یہ کہ ہم نصابی سرگرمیوں میں پوری طرح حصہ نہیں لے سکتے یہ خیالات آئے ضرور تھے مگر جواب بھی ساتھ ساتھ ملتے گئے وہ جنہوں نے پردہ چھوڑا تھا مختلف سکینڈلز کا موضوع بننے لگیں اور تعلیم میں بھی بہت نمایاں نہ ہوئیں اس کا اندازہ ایک ایسے واقعے سے بھی ہوا ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں سیمینارز ہوتے تھے مضمون پڑھنے والے کو بعد میں سوالات کے جوابات بھی دینے ہوتے تھے جب میری باری آئی تو میں نے بہت محنت سے لکھا ہوا مضمون اپنے پروفیسر محترم وقار عظیم صاحب کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کی کہ خود پیش نہیں کروں گی۔ اپنے پرنسپل ڈاکٹر سید عبداللہ شاہ صاحب سے مشورہ کر کے مجھے کہا کہ ٹھیک ہے ہم کسی اور سے پڑھوا دیں گے مگر آپ موجود رہیں۔ سیمینار والے دن کھچا کھچ بھرے ہال میں پروفیسر صاحب نے مضمون کا بہت اچھا تعارف کروانے کے بعد اعلان کیا کہ یہ مضمون امۃ الباری نے لکھا ہے مگر اس کو۔۔۔ صاحب پیش کریں گے تو ہال سے اعتراض ہوا کہ جب مضمون نگار موجود ہیں تو وہ خود کیوں پیش نہیں کرتیں؟ سب میری جانب دیکھنے لگے کہ میں کیا جواب دوں گی مجھ سے پہلے وقار صاحب کھڑے ہوگئے اور جواب دیا کہ ''ہمیں فخر ہونا چاہئے کہ ایک بچی پورے۔۔۔ پردے کے ساتھ اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہی ہے۔ آپ اس بات پر اعتراض کے بجائے یہ دیکھیں کہ مضمون کس قدر عمدہ لکھا ہے۔'' مجھے اس واقعہ سے کافی تقویت ملی، برقع اچھا لگنے لگا۔

پہلا تعلیمی سال پورا ہونے پر نظارت تعلیم ربوہ کی طرف سے کارکردگی کی رپورٹ طلب کی گئی تو پرنسپل صاحب کی طرف سے جانے والی رپورٹ میں ایک جملہ یہ تھا کہ ''ہمارے شعبہ کے سب اساتذہ اس طالبہ کی تحقیقی اور تنقیدی صلاحیتوں کی تعریف میں رطب اللسان ہیں'' پردہ سے کسی جگہ رکاوٹ پیدا نہیں ہوئی محنت کرنا عادت ہے اور پڑھنا جنون، بہت سی لائبریریوں کے ریڈنگ روم میرا ٹھکانا ہوتے۔ ایک اور خوشی کی بات بتادوں کہ ایک دن محترم وقار عظیم صاحب نے فرمایا میرے آفس میں آنا کچھ ضروری بات کرنی ہے۔ موصوف میرے فائنل کے مقابلہ میں میرے خصوصی ٹیوٹر تھے جس سے باپ بیٹی جیسی بے تکلفی سے بات کرسکتے تھے۔ میں گئی تو آپ نے فرمایا کہ ''سوچ رہا ہوں کہ طالبات کے لئے ایک ہوسٹل بناؤں، طالبات کو سہولت ہو جائے گی اور کچھ آمدنی میں اضافے کی صورت بھی ہوگی۔ مگر اس سلسلہ میں آپ کو میری مدد کرنا ہوگی۔'' اُن کی بات سے میں گھبرائی میں تو صرف پڑھائی پر توجہ مرکوز رکھنا چاہتی تھی کسی ہوسٹل کی انتظامیہ میں شامل ہونے لاہور نہیں آئی تھی۔ مگر بات جاری رکھتے ہوئے انہوں نے ایک حوصلہ افزا بات کہی اور وہ یہ تھی کہ ''میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنا ہاسٹل چھوڑ کر اس ہاسٹل میں آجائیں تا کہ آپ جیسی باپردہ حیا دار اور پڑھنے والی بچی کے وہاں رہنے سے دوسرے لوگ اپنی بچیوں کو وہاں داخل کرنے میں اطمینان محسوس کریں۔'' ہوسٹل تو پتہ نہیں بنایا نہیں مجھے یقین ہوگیا پردہ تعلیم میں رکاوٹ نہیں ہے اور عزت دیتا ہے۔ فائنل میں اللہ کے فضل سے پوزیشن کے ساتھ کامیابی حاصل کی۔

دردانہ کو شکایت ہے

دُلہن بنی دردانہ بہت پیاری لگ رہی تھی رخصتی کا وقت آیا تو وہ بےتحاشہ رونے لگی کچھ دن بعد ملاقات پر مَیں نے اُس سے پوچھا کہ اُس دن کیا ہوا تھا۔ بس اتنا پوچھنا تھا کہ وہ پھر رونے لگی کچھ طبیعت سنبھلی تو کہنے لگی میں نے کسی کو نہیں بتایا مگر آپ کو اس لئے بتارہی ہوں کہ شاید آپ اس کا کوئی حل نکالیں۔ میں چھوٹی تھی جب دادی اماں سے سنا کہ وہ بچیاں جن پر غیروں کی نظریں پڑتی ہیں ان کے چہروں پر رونق نہیں رہتی پھر امی جان بھی بات کرتی تھیں کہ کھلے منہ پھرنے والیوں پر روپ نہیں آتا میں ساری عمر پردہ کرتی رہی اور اچھی طرح پردہ کیا میرا خیال تھا مجھ پر بہت روپ آئے گا۔ شادی کا جوڑا خریدا تو گلا بہت بڑا تھا میں نے سوال اُٹھایا تو کہا گیا کہ گلا بڑا نہ ہو تو زیور نہیں سجتا۔ آستینیں بھی چھوٹی تھیں کہا گیا کہ اب ایسی ہی فیشن میں ہیں۔ دُلہن بن کر سٹیج پر بیٹھی تو تھوڑی دیر میں کئی اجنبی مرد سٹیج پر چڑھ آئے کسی کے ہاتھ میں لائٹ کسی کے پاس کیمرہ کوئی تار پکڑے ہوئے کوئی قریبی عزیز کوئی دور کا رشتہ دار اور کئی کیمرے تیز لائٹ میں رنگ رنگ کی تصویریں لے رہے تھے۔ پتہ نہیں کون کون تصویریں لے رہا تھا اور کہاں کہاں گئی ہوگی دوپٹہ بھی پنوں سے فکس کیا ہوا تھا۔ میں کچھ نہیں

کرسکتی تھی ضبط کرتی رہی مگر جب رُخصتی ہونے لگی تو سارا ضبط ٹوٹ گیا.... وہ پھر رونے لگی میں نے اُسے تسلی دی کہ تم معصوم ہو تم پر بہت روپ آیا تھا قصور ہمارا ہے جو ساری عمر پردہ کرواتے ہیں پھر ایک دن میک اپ کروا کر سرِعام بٹھا دیتے ہیں۔ میں دردانہ کی شکایت لکھ رہی ہوں ضرور غور کیجئے گا کس کا قصور ہے ہم نے دردانہ سے دُلہن بننے کی خوشی کیوں چھینی؟

یہ مسئلہ مینا نے حل کیا

میرے ملنے جلنے والیوں میں ایک شہلا ہے جو کبھی کبھی بڑی مشکل سے وقت نکال کر میرے پاس آتی ہے اور رو رو کر اپنے دکھ بیان کرتی ہے۔ میری بہو مینا چائے پانی دے کر کمرے سے چلی جاتی ہے تا کہ وہ دل کھول کر باتیں کرسکے۔ اس کے مسائل میں سرِفہرست میاں کی بے توجہی ہے ”وہ مجھے نوکرانی سمجھتے ہیں، سب سے ہنس کر بات کرتے ہیں مجھے دیکھ کر ماتھے پر بل پڑ جاتے ہیں ابھی کل کی بات ہے....“ میں شہلا کی ساری شکایت نہیں لکھتی۔ ہر دفعہ میں اس کی باتیں سن کر مزید صبر مزید عاجزی سے دل جیتنے کے مشورے دیتی۔ ایک دن اسے بازار جانا تھا مجھے بھی کچھ کام تھا کہنے لگی آپا میں آپ کو ساتھ لے جاؤں گی۔ شہلا آئی ہلکا پھلکا میک اپ کیا ہوا بہت ترو تازہ لگ رہی تھی۔ یہ بات مینا نے بھی محسوس کی کہنے لگی آنٹی گھر میں کتنی سادہ رہتی ہیں ذرا سے میک اپ نے آپ کو فریش کر دیا ہے اس بات سے مجھے شہلا کے مسئلے کا حل مل گیا۔ میں نے اُسے مشورہ دیا کہ تمہیں بنا سنورا دیکھنے کا پہلا حق تمہارے شوہر کا ہے گھر سے باہر بازار جاتے ہوئے میک اپ کرنا دانشمندی نہیں بازار والوں کو اس سے غرض نہیں ہوتی کہ ہم کیسے لگ رہے ہیں اُنہیں پیسہ کمانے سے کام ہوتا ہے تم گھر میں بن سنور کر رہا کرو اکتائے ہوئے رہنا کسی کو اچھا نہیں لگتا وہ میری بات سمجھ گئی۔ اب جب بھی وہ خوشگوار موڈ میں اچھے نتائج بتانے آتی ہے مینا چائے میں ہمارے ساتھ شامل رہتی ہے۔

تربیت کا ایک موثر ذریعہ

سکول کالج میں گئے تو بڑی چادر کی جگہ برقع پہنا دیا گیا یہ ایک معمول کا عمل تھا۔ ربوہ میں پلنے بڑھنے سے کوئی دوسری بات ذہن میں آئی ہی نہیں ہاں یہ ہوتا تھا کہ برقع پہن کر بچوں کی طرح بھاگنے لگتے یا نقاب ٹھیک کرنا ہی یاد نہ رہتا۔ ایسی سب لغزشوں کی اصلاح اور پردے کا سلیقہ ہمیں کس طرح آیا۔ ربوہ میں ہر بچی سب کی بچی اور ہر ماں سب کی ماں ہوتی ہے۔ راستے میں کوئی بھی خاتون ہمیں بڑے پیار سے سمجھا دیتی، بیٹی آپ کے بال نظر آ رہے ہیں بال پردے میں شامل ہیں بیٹی راستے میں زور زور سے باتیں نہیں کرتے، زور سے نہیں ہنستے، بیٹی آپ کے کوٹ کے بٹن ٹھیک سے بند نہیں۔ اب یاد آتا ہے یہ تربیت کا کتنا موثر ذریعہ ہے ہم نے بہت سی اچھی باتیں راہ چلتے سیکھ لیں۔ اگر ہم غلطی دیکھنے پر ماں کی سی شفقت سے بچوں کو سمجھائیں گے تو ضرور اثر ہو گا یہ بھی ممکن ہے کہ آگے سے تلخ جملہ سننے کو ملے اسی لئے میں نے لکھا ہے کہ ماں کی سی شفقت سے نصیحت کیا کریں ماں درد مند ہوتی ہے سچی خیر خواہ ہوتی ہے اور اپنے بچوں کی کمزوریوں کی تشہیر نہیں کرتی انہیں اچھالتی نہیں بلکہ خاموشی سے اصلاح کرتی ہے۔

ایسا کیوں ہوا؟ ایک سنجیدہ سی نیک سی خاتون نے ٹورانٹو میں مجھے اپنے بیٹے کے رشتے کے لئے کوئی اچھی سی لڑکی بتانے کو کہا ان کا کہنا تھا کہ اُن کی ایک ہی اولاد ہے کسی جہیز وغیرہ کی ضرورت نہیں گھر میں سب کچھ ہے بس گھر بسانے والی لڑکی ہو۔ کئی بچیاں ذہن میں آئیں لیکن میں نے سوچا دعا کر کے بتانا چاہئے اس لئے اُن سے وعدہ کر لیا کہ جلدی کوئی رشتہ بتاؤں گی۔ اگلے دن وہ پھر آئیں، لگتا تھا بہت روتی رہی ہیں ذرا تنہائی ملی تو بولیں کہ کل میں نے آپ سے ایک بات چھپائی تھی ضمیر پر بوجھ رہا کہ قولِ سدید سے کام نہیں لیا اس لئے آج بتانے آئی ہوں کہ میری ایک لڑکی بھی ہے لیکن بعض وجوہ سے اُس نے قطع تعلق کر لیا ہے۔ پھر جو کہانی محترمہ نے سنائی وہ مختصراً یوں تھی کہ نئے نئے پاکستان سے آئے تھے۔ بچوں کو سکول میں داخل کیا تو ان کے والد صاحب کا اصرار تھا کہ بچے شلوار قیمص میں سکول جائیں گے ہم اپنا طور طریق کیوں چھوڑیں بہت سمجھایا کہ کچھ کچھ باتیں مان لیں مگر بچی کی jeans کی خواہش پر سمجھوتہ نہ کیا۔ پھر کم عمری میں سکارف پہنا دیا۔ بچی نے احتجاج کیا مگر فائدہ نہ ہوا ہمیں روز روز ہونے والی تبدیلیوں کے ساتھ خود کو بدلنا نہ آیا۔ بچی ضدی اور چڑچڑی ہوتی گئی اُس کے والد صاحب بھی سخت مزاج تھے بچی نے وراثت میں سختی لی تھی بہت قسم کی بدمزگیاں ہو جاتیں۔ ایک دن اس کے والد صاحب کو علم ہوا کہ وہ سکول جا کر سکارف اتار دیتی ہے بچی کی پٹائی ہوئی اس نے گھر چھوڑ دیا پھر پتا چلا کہ وہ کسی اپارٹمنٹ میں رہتی ہے جس میں سکھ لڑکے لڑکیاں رہتے ہیں۔ پارٹ ٹائم جاب کر کے خرچ پورا کرتی ہے۔ ہم موت سے بڑے دکھ اور کرب سے گزرے ہم سے بہت سی غلطیاں ہوئیں جس کے نتیجے میں ہم نے چاند سی بیٹی کھو دی اب ہم اسے اپنی بیٹی نہیں کہتے۔ آپ یہ سب لکھ دیں کہ آہستہ آہستہ نرمی سے سمجھانے سے دل اور روح میں اُتری ہوئی بات پر عمل ہوتا ہے سختی تشدد زبردستی کام نہیں دیتی۔

لیجئے میں نے اس دُکھی خاتون کی بپتا لکھ دی ہے کاش اس سے کوئی فائدہ اُٹھائے اور کاش کبھی کسی کو یہ دکھ نہ جھیلنا پڑے۔

بقیہ: کتاب، تعلیم کی تیاری...... از صفحہ 3

بنی نوع کے ہم پر حقوق

میرے نزدیک رشوت کی یہ تعریف ہے کہ کسی کے حقوق کو زائل کرنے کے واسطے یا ناجائز طور پر گورنمنٹ کے حقوق کو دبانے یا لینے کے لئے کوئی مابہ الاحتظاظ کسی کو دیا جائے۔ لیکن اگر ایسی صورت ہو کہ کسی دوسرے کا اس سے کوئی نقصان نہ ہو اور نہ کسی دوسرے کا کوئی حق ہو صرف اس لحاظ سے کہ اپنے حقوق کی حفاظت میں کچھ دے دیا جاوے تو کوئی حرج نہیں اور یہ رشوت نہیں۔ بلکہ اس کی مثال ایسی ہے کہ ہم راستہ پر چلے جاویں اور سامنے کوئی کُتّا آجاوے تو اس کو ایک ٹکڑا روٹی کا ڈال کر اپنے طور پر جاویں اور اس کے شر سے محفوظ رہیں۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 317 ایڈیشن 1984ء)

رشوت ہرگز نہیں دینی چاہئے۔ یہ سخت گناہ ہے۔ مگر میں رشوت کی یہ تعریف کرتا ہوں کہ جس سے گورنمنٹ یا دوسرے لوگوں کے حقوق تلف کئے جاویں۔ میں اس سے سخت منع کرتا ہوں۔ لیکن ایسے طور پر کہ بطور نذرانہ یا ڈالی اگر کسی کو دی جاوے۔ جس سے کسی کے حقوق کے اتلاف مدنظر نہ ہو۔ بلکہ اپنی حق تلفی اور شر سے بچنا مقصود ہو۔ تو یہ میرے نزدیک منع نہیں۔ اور میں اس کا نام رشوت نہیں رکھتا۔ کسی کے ظلم سے بچنے کو شریعت منع نہیں کرتی۔ بلکہ۔ لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (البقرہ:196) فرمایا ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 320 ایڈیشن 1984ء)

(ترتیب و کمپوزڈ: عنبرین نعیم)

آج کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ نُّشْرِكَ بِكَ شَيْئًا نَعْلَمُهٗ وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُ

(مسند احمد جلد 4 صفحہ:403، ماخوذ از خزینۃ الدعا، صفحہ:110)

ترجمہ: اے اللہ! ہم تیری پناہ میں آتے ہیں اس بات سے کہ تیرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں، جانتے بوجھتے ہوئے۔ اور لاعلمی میں ایسا کرنے سے ہم تجھ سے بخشش کے طلبگار ہیں۔

یہ ہمارے سید و مولیٰ، مقدس الانبیاء، رحمۃ للعالمین، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی شرک سے بچنے کی دعا ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری مندرجہ بالا روایت میں ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ شرک سے بچو۔ یہ چیونٹی کے نقشِ پا سے بھی باریک تر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خدا کی وحدانیت اور شرک سے اجتناب پر بے شمار مقامات پر تفصیل سے رہنمائی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ

مندرجہ بالا آیت میں اللہ کے پیارے نبی حضرت لقمان علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بیٹے کو نصائح فرما رہے ہیں کہ اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرا۔ یقیناً شرک ایک بہت بڑا ظلم ہے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

بقیہ: دیدار الٰہی...... از صفحہ 7

سونا چاہیئے اور اس سے مراد یہی حربہ ہے جو کہ ہم اس وقت مخالفوں پر چلا رہے ہیں جو آسمانی حربہ ہے‘‘

(تذکرہ صفحہ 410)

1902ء

’’حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ رَاَیْتُ رَبِّیْ علیٰ صُوْرَۃِ اَبِیْ یعنی میں نے اپنے رب کو اپنے باپ کی شکل پر دیکھا میں نے بھی اپنے والد صاحب کی شکل پر اللہ تعالیٰ کو دیکھا ان کی شکل بڑی بارعب تھی انہوں نے ریاست کا زمانہ دیکھا ہوا تھا اس لئے بڑے بلند ہمت اور عالی حوصلہ تھے غرض میں نے دیکھا وہ ایک عظیم الشان تخت پر بیٹھے ہیں اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ خدا تعالیٰ ہے

اس میں سر یہ ہوتا ہے کہ باپ چونکہ شفقت اور رحمت میں بہت بڑا ہوتا ہے اور قرب اور تعلق شدید رکھتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کا باپ کی شکل میں نظر آنا اس کی عنایت، تعلق اور شدید محبت کو ظاہر کرتا ہے اس لئے قرآن شریف میں بھی گزرا ہوں آیا ہے کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اور میرے الہامات میں یہ بھی ہے اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ اَوْلَادِیْ یہ قرآن شریف کی اسی آیت کے مفہوم اور مصداق پر ہے‘‘

(تذکرہ صفحہ 419)

1903ء

’’میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ میں جذب ہو جاتے ہیں اور وہاں سے نکل کر ان کی لاانتہاء نالیاں ہوتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں‘‘

(تذکرہ صفحہ 464)

اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰی ۚ شَھِدْنَا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں’’ اگر تمام مذہبوں کی کتابیں نابود ہو کر ان کے سارے تعلیمی خیالات اور تصورات بھی محو ہو جائیں تب بھی وہ خدا جس کی طرف قرآن راہنمائی کرتا ہے آئینہ قانون قدرت میں صاف نظر آئے گا‘‘ (تفسیر مسیح موعود جلد 4 صفحہ 207)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں’’ انسانی سرشت میں ہی اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان داخل ہے پس تمام دنیا میں جو خدا تعالیٰ کا تصور پایا جاتا ہے یہ اتفاق حادثہ نہیں بلکہ یہ انسانی سرشت میں مرتسم ہے‘‘ (فٹ نوٹ)

تونے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اس سے ہے شور محبت عاشقان زار کا

اللہ تعالیٰ کیا چاہتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں’’ خدائے تعالیٰ نے کل عالم کو اس غرض سے پیدا کیا کی تا وہ اپنی خالقیت کی صفت سے شناخت کیا جائے اور پھر پیدا کرنے کے بعد اپنی مخلوقات پر رحم اور کرم کی بارشیں کیں تا وہ رحیمی اور کریمی کی صفت سے شناخت کیا جائے ایسا ہی اس نے سزا اور جزا تا اس کا منتقم اور منعم ہونا شناخت کیا جائے غرض وہ اپنے سب عجیب کاموں سے یہی مدعا رکھتا ہے کہ تا وہ پہچانا جائے اور شناخت کیا جائے سو جب کہ دنیا کے پیدا کرنے اور جزا سزا وغیرہ سے اصل غرض معرفت الٰہی ہے جو لب لباب پرستش و عبادات ہے تو اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ خود تقاضا فرماتا ہے کہ تا اس کی معرفت جس کی حقیقت کاملہ پرستش و عبادات کے ذریعہ سے کھلتی ہے اس کے بندوں سے حاصل ہو جائے جیسا کہ ایک خوبصورت اپنے کمال خوبصورتی کی وجہ سے اپنے حسن کو ظاہر کرنا چاہتا ہے سو خدائے تعالیٰ جس پر حسن حقیقی کے کمالات ختم ہیں وہ بھی اپنے ذاتی جوش سے چاہتا ہے کہ وہ کمالات لوگوں پر کھل جائیں۔‘‘

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 266-267)

دیدار گر نہیں تو گفتار ہی سہی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں’’ لاکھوں مقدسوں کا یہ تجربہ ہے کہ قرآن شریف کے اتباع سے برکات الٰہی نازل ہوتی ہیں اور عجیب پیوند مولیٰ کریم سے ہو جاتا ہے خدائے تعالیٰ کے انوار اور الہام ان کے دلوں پر اترتے ہیں اور معارف اور نکات ان کے مونہہ سے نکلتے ہیں ایک قوی توکل ان کو عطا ہوتی ہے اور ایک محکم یقین ان کو دیا جاتا ہے اور ایک لذیذ محبت الٰہی جو لذت وصال سے پرورش یاب ہے ان کے دلوں میں رکھی جاتی ہے‘‘

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 79 حاشیہ)

مظہر تام الوہیت

اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے اس نے تمثیل کے طور پر اپنے وجود کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کے طور پر پیش کیا ہے

حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں: انسان کامل جو خدائے ذات کا نمونہ ہے جس طرح ایک مصفا اور وسیع شیشہ میں صاحب رویت کی تمام وکمال شکل منعکس ہو جاتی ہے ایسا ہی انسان کامل کے نمونہ میں الٰہی صفات عکسی طور پر آجاتے ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور ظل کامل نے کیا خوب فرمایا ہے

وَجْہُ الْمُھَیْمِنِ ظَاھِرٌ فِیْ وَجْھِہٖ
وَشُئُوْنُہٗ لَمَعَتْ بِھٰذَا الشَّاْنِ

یعنی آپ کے چہرہ میں خدا کا چہرہ نمایاں ہے اور خدا کی صفات (آپ کی) اس شان سے جلوہ گر ہوگئیں

وَرَاَیْتُ فِیْ رَیْعَانِ عُمْرِیْ وَجْھَہٗ
ثُمَّ النَّبِیُّ بِیَقْظَتِیْ لَاقَانِیْ

یعنی میں نے تو (اپنے) عنفوان شباب میں ہی آپ کا چہرہ مبارک دیکھا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری بیداری میں بھی مجھے ملے ہیں۔

بقیہ: حیاتِ نورالدین...... از صفحہ 6

حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے عشق و محبت

1885ء میں جموں سے قادیان پہلی مرتبہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی زیارت کی غرض سے تشریف لائے۔اور پھر قادیان کے ہی ہو کر رہ گئے۔ا۔آپ فرماتے تھے اگر مجھے کوئی روزانہ ایک ہزار روپیہ دے تو پھر بھی میں حضرت مسیح موعودؑ کی محفل چھوڑ کر قادیان سے نہ جاؤں گا۔

ایک دفعہ نواب خان صاحب مرحوم تحصیلدار نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کو مرزا صاحب کی مریدی سے کیا فائدہ ملا۔آپ نے فرمایا: بہت فائدے ہوئے۔پہلے آپ ﷺ کی زیارت خواب میں ہوتی تھی لیکن اب بیداری میں بھی ہوتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ آپؓ کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ ’’سب سے پہلے میں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لئے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام ان کے نورِ اخلاص کی طرح نور الدین ہے۔میں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مالِ حلال سے کر رہے ہیں۔ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہوسکتیں۔‘‘

فرمایا:’’آپ (مومنوں) کا فخر ہیں۔آپ ایک بے مثال وجود ہیں۔‘‘

فرمایا:’’میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایسا اعلیٰ درجے کا صدیق دیا۔‘‘

چہ خوش بودے اگر ہر یک زِ اُمّت نورِ دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نورِ یقیں بُودے

فرمایا:’’ہر ایک امر میں میری اس طرح پیروی کرتا ہے جیسے نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد5 صفحہ 586)

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَارْفَعْ دَرَجَاتِہٖ فِی الْجَنَّۃِ النَّعِیْمِ

سانحہ ارتحال

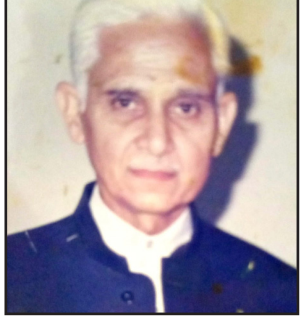

• مکرم حافظ مظہر احمد بہ افسوس ناک اطلاع بھجواتے ہیں۔

مکرم خواجہ سعید اختر مورخہ 11 مئی 2022ء بروز بدھ بعمر 80 سال بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت نبی بخشؓ امرتسری رفوگر کے پوتے تھے جو تین سو تیرہ صحابہ میں شامل ہیں۔مرحوم موصی تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو بطور سیکرٹری نومبائعین اور میڈیکل کیمپس کے سلسلہ میں غیر معمولی خدمات کی توفیق ملی۔مرحوم نے پسماندگان میں پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے چھوڑے ہیں۔اللہ تعالیٰ مرحوم سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے آمین۔ نیز انکی اہلیہ بیمار ہیں ان کے لئے بھی قارئین الفضل سے درخواست دعا ہے۔

تقریب آمین

• مکرم قدرت اللہ ایاز۔ملواکی سے لکھتے ہیں۔

مورخہ 23/ اپریل 2022ء کو میری بیٹی اِیشل ایاز نے قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کرلیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ ۔ بچی کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت بچی کی والدہ کے حصہ میں آئی۔ قرآن کریم کا کچھ حصہ مکرم ظفر احمد سرور مربی سلسلہ نے سنا۔

قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو قرآن کریم کی تلاوت کرنے اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

رپورٹ: بشارت احمد شاہد۔ نمائندہ الفضل آن لائن، لٹویا

جلسہ یوم مسیح موعودؑ جماعت احمدیہ لٹویا

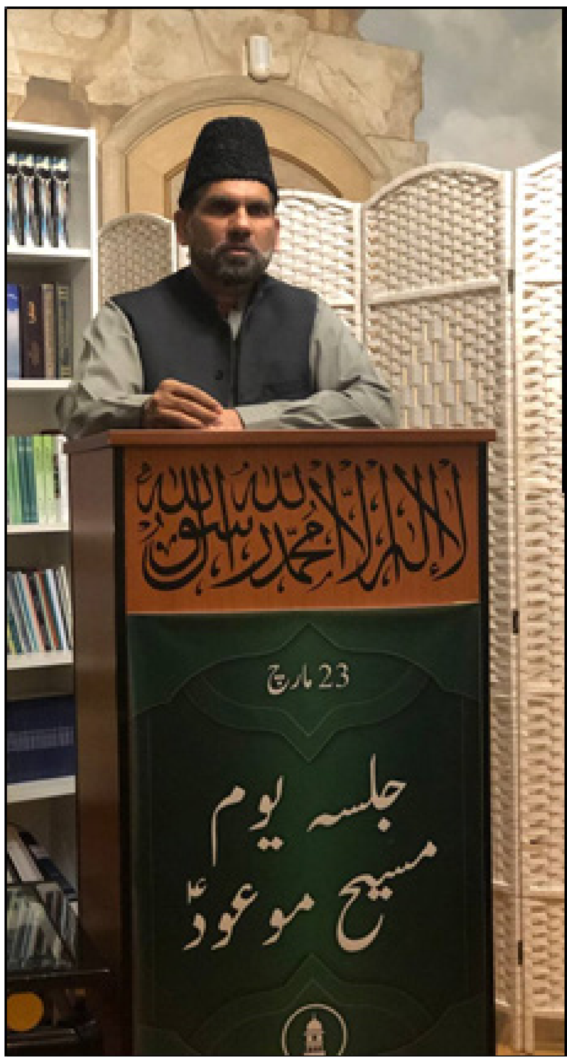

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے جماعت احمدیہ لٹویا کو 23 مارچ 2022ء کو لٹویا کے دارالحکومت ریگا (Riga) میں واقع مشن ہاؤس میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ جلسہ رات 8:30 پر خاکسار (بشارت احمد شاہد مبلغ سلسلہ و نیشنل صدر جماعت لٹویا) کی زیر صدارت شروع ہوا۔

عزیزم انتصار محمود صاحب نے تلاوت قرآن کریم اور اس کا اُردو ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد عزیزم جاذب احمد شاہد صاحب نے درثمین اردو سے نظم بعنوان ''محاسن قرآن کریم'' کے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھ کرسنائے۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم توقیر احمد صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم جماعت لٹویا نے کی۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا ''یوم مسیح موعود علیہ السّلام کیسے منایا جائے؟''۔ دوسری تقریر کی سعادت مکرم مرغوب احمد صاحب نیشنل سیکرٹری وصایا جماعت لٹویا کو حاصل ہوئی۔ موصوف کی تقریر کا موضوع تھا ''مسلمانوں کے انتشار اور کمزوری کی اصل وجہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نافرمانی اور مسیح ومہدی کا انکار ہے''۔ اس کے بعد مکرم فضل عمر شاہد صاحب نیشنل سیکرٹری مال جماعت لٹویا نے ''حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا دعوی امام مہدی معہود'' کے عنوان سے تقریر کی سعادت حاصل کی۔ اگلی تقریر مکرم خاقان احمد صائم صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ جماعت لٹویا کی تھی جس کا موضوع تھا ''حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا دعوی مثیل عیسیٰ مسیح ابن مریم اور حکم وعدل''۔ اس کے بعد مکرم عطاء الصبور خان صاحب جنرل سیکرٹری جماعت لٹویا نے ''حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی بعثت کا مقصد اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر تقریر کرنے کی توفیق پائی۔ اس جلسہ میں کل 5 تقاریر پیش کی گئیں۔

جلسہ کے اختتام پر خاکسار نے تمام مقررین اور سب حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور دعا کروائی جس کے ساتھ جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔ جلسہ کے بعد نماز مغرب وعشاء جمع کر کے ادا کی گئیں اور شاملین جلسہ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جماعت احمدیہ لٹویا کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

رپورٹ: عاطف احمد زاہد۔ مربی سلسلہ، ایڈیلیڈ، آسٹریلیا

لوکل احمدیہ مسلم کمیونٹی کے ساتھ افطار ڈنر

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مؤرخہ 20اپریل 2022ء کو جماعت احمدیہ ایڈیلیڈ ساؤتھ کو کو کرسٹی ڈاؤن کمیونٹی ہاؤس کے اشتراک سے ایک منفرد پروگرام ''Iftar dinner with your local Ahmadiyya Muslim Community'' منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ یہ پروگرام اس لحاظ سے منفرد تھا کہ جماعت کو پہلی دفعہ رمضان المبارک کے حوالے سے اس نوعیت کا کوئی بھی پروگرام مسجد سے باہر کسی دوسرے مقام پر منعقد کرنے کا موقع ملا۔

پروگرام کی تیاریوں کا آغاز دو ہفتے قبل شروع کیا گیا۔ چند احباب جماعت پر مشتمل ایک ٹیم بنائی گئی اور انہیں مخصوص ذمہ داریاں تفویض کی گئیں۔ پروگرام کی سوشل میڈیا کے ذریعے سے تشہیر کی گئی اور اس مقصد کے لئے ایک پوسٹر بھی تیار کیا گیا۔ تبلیغی مہمانوں اور dignitaries کو انفرادی دعوت نامے بھی ارسال کئے گئے۔

20اپریل کی صبح کو احباب جماعت نے کمیونٹی ہاؤس کو پروگرام کے لئے تیار کیا۔ کمیونٹی ہاؤس کے مین گیٹ کے سامنے برآمدے میں اسلام کے متعلق نمائش اور بکسٹال لگایا گیا۔ مین ہال کو رسمی پروگرام کے لئے تیار کیا گیا جبکہ ملحقہ ہال میں نماز کا انتظام کیا گیا تھا۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز شام 5:00 بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد خاکسار کو رمضان المبارک کی اہمیت و برکات کے حوالے سے ایک presentation دینے کی توفیق ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اس کے معاًبعد Q&A سیشن کا انعقاد کیا گیا جس میں مہمانوں کی جانب سے درج ذیل سوال پوچھے گئے۔

- اس پروگرام کو کمیونٹی ہاؤس میں منعقد کرنے کا کیا مقصد ہے؟
- مسلمان کھجور سے روزہ کیوں افطار کرتے ہیں؟
- روزہ کس عمر میں فرض ہوجاتا ہے؟
- کن لوگوں کو روزوں سے رخصت حاصل ہوتی ہے؟
- کیا قرآن کریم ایک عالمی کتاب ہے؟
- مختلف مذاہب میں خدا تعالیٰ کا کیا تصور پایا جاتا ہے؟

شام 5:43 پر ایک خادم نے اذان دی اور ہال میں موجود تمام لوگوں نے روزہ افطار کیا۔ افطار کے لئے مہمانوں کی خدمت میں مکس فروٹ اور آم کی لسی پیش کی گئی۔

افطار کے بعد احباب جماعت نے نماز مغرب ادا کی۔ تمام مہمانوں کو نماز کو مشاہدہ کرنے اور اس میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی۔ اکثر مہمانوں نے ہمیں نماز پڑھتے ہوئے مشاہدہ کیا اور ڈیوٹی پر موجود خدام نے ان کو اسلامی نماز سے متعارف کروایا نیز اس ضمن میں ان کے سوالوں کے جواب دیئے۔ اکثر مہمانوں کے لئے یہ ایک منفرد تجربہ تھا۔

نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد مہمانوں کو رات کا کھانا پیش کیا گیا اور اسلام کے متعلق مختلف موضوعات پر غیر رسمی طور پر گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے پروگرام نہایت کامیاب رہا اور ساٹھ سے زیرِ تبلیغ مہمان اور پانچ dignitaries اس میں شامل ہوئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

مہمانوں کے چند تاثرات درج ذیل ہیں

ممبر پارلیمنٹ و سٹیٹ منسٹر محترمہ کیٹرین ہلیارڈ (Katrine Hildyard) صاحبہ نے کہا:

''آج یہاں احمدیہ مسلم کمیونٹی کے ساتھ کرسٹی ڈاؤن کمیونٹی ہاؤس

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

میں اکھٹے ہوکر بہت ہی اچھا محسوس ہو رہا ہے۔ آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے آج ہم سب کو یہاں اکٹھا کیا تا کہ ہم بطور، کمیونٹی رمضان المبارک، روزوں، روحانیت، دعا اور صدقہ وخیرات کے متعلق مزید علم حاصل کر سکیں، اور یہ باتیں رمضان کے بنیادی مقاصد میں سے ہیں۔ میں آپ کی ممنون ہوں کہ آپ نے اپنا کلچر ہمارے ساتھ شیئر کرتے ہوئے ہم آہنگی کو فروغ دیا اور تعلقات کو مزید مضبوط بنانے کی کوشش کی ہے۔ آپ کی طرف سے ایسا کرنا ا ایک نہایت احسن کام ہے۔ میں احمدیہ مسلم کمیونٹی کے تمام احباب کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ آپ ہمیشہ اپنی اقدار ’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ پر عمل کرتے ہیں۔ آپ ہماری کمیونٹی کو بہتر، مضبوط اور خوبصورت بناتے ہیں۔ مجھے مدعو کرنے کا بہت بہت شکریہ۔ میں مستقبل میں آپ کے ساتھ ملکر کمیونٹی کی خدمت کرنے کی خواہاں ہوں۔‘‘

کاؤنسلر جیف اِیٹن (Geoff Eaton) صاحب نے کہا:

’’2018ء میں کاؤنسلر منتخب ہونے کے بعد سے اب تک یہ آپ کا تیسرا پروگرام ہے جس میں مجھے شامل ہونے کا موقع ملا ہے۔ میں حقیقۃً یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کی جماعت اور آپ کی مسجد سے میرا interaction بہت زبردست رہا ہے۔ یہ ایک بہترین مثال ہے جسے باقی آسٹریلیا کے سامنے پیش کیا جاسکتا ہے کہ کسطرح آپ کی جماعت ہماری (آسٹریلوی) کمیونٹی کے ساتھ integrate ہوئی ہے اور کسطرح آپ کی جماعت ہماری کمیونٹی کی مدد کرتی ہے۔ یہ ہمارے لئے ایک بونس ہے۔‘‘

کاؤنسلر جیسن ہیسکٹ (Jason Haskett) صاحب نے کہا:

’’مجھے بہت خوشی محسوس ہوئی کہ مجھے یہاں روزہ افطار کرنے کے لئے مدعو کیا گیا۔ آپ کی سخاوت اور مہمان نوازی کے لئے بہت مشکور ہوں۔ آپ کے کلچر اور مذہب کے متعلق مزید جان کر بہت اچھا لگا۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔‘‘

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری تبلیغی مساعی میں برکت ڈالے اور ہمیں احسن رنگ میں اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فقہی کارنر

شکرانہ کی نیت سے نذر ماننا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:۔

نذر کے متعلق حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اسے پسند نہیں فرمایا۔ ہاں اگر کوئی نذر مانی جائے تو پھر اُس کو پورا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ نذر کو رسول کریم ﷺ نے اس لئے ناپسند فرمایا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ سے ایک قسم کا ٹھیکہ ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ سے ٹھیکہ کرنا کوئی پسندیدہ امر نہیں۔ انسان کو چاہئیے کہ وہ اس کی بجائے صدقہ وخیرات اور دعاؤں سے کام لے۔ ہاں اگر کوئی شخص صدقہ وخیرات اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ کوئی نذر بھی شکرانہ کے طور پر مان لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ مَیں یہ استنباط حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک عمل سے کرتا ہوں۔ آپ بعض دفعہ اُن لوگوں کو جو آپ سے دعا کے لئے عرض کرتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ مَیں دعا کروں گا۔ آپ اپنے دل میں خدمت دین کے لئے کوئی رقم مقرر کرلیں جسے اس کام کے پورا ہونے پر آپ خدا تعالیٰ کی راہ میں دے دیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شکرانہ کے طور پر اگر کوئی نذر مان لی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ اُس نذر کے ساتھ ساتھ دعاؤں اور گریہ وزاری اور صدقات وخیرات سے بھی کام لیا جائے۔

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 620)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

’’خدا دیکھ رہا ہے‘‘

مکرم مبارک صدیقی صاحب لندن سے تحریر کرتے ہیں۔

مؤرخہ 17/ مئی 2022ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے خاکسار کو ملاقات کی سعادت ملی۔ دورانِ ملاقات خاکسار نے عرض کی کہ حضور نیکی کے بہت سے احکامات ہیں، حضور کی بہت سی قیمتی نصائح ہوتی ہیں جنہیں میں ڈائری میں لکھ لیتا ہوں کہ ان پر عمل کروں گا لیکن بعض اوقات موقع پر وہ نصیحت یاد نہیں رہتی۔

حضور میری آسانی کے لئے مجھے کوئی ایک ایسی نصیحت فرمائیں جو مَیں ہمیشہ یاد رکھوں اور جس سے دونوں جہانوں میں کامیابی کی امید پیدا ہو جائے، پیارے حضور بہت مسکرائے پھر فرمایا!

’’کچھ بھی کرنے سے پہلے یاد رہے کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔‘‘

میں نے نہایت ادب و احترام سے حضور انور کا شکریہ کہتے ہوئے دوسرا سوال پوچھا کہ حضور! عام طور پر ہر انسان کو لاشعوری طور پر اپنی موت کا خوف رہتا ہے، کسی کو کم کسی کو زیادہ، کیا کیا جائے کہ یہ خوف کم ہو جائے یا یہ خوف خوشی میں بدل جائے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا!

’’وہی پہلے والا اصول کہ کچھ بھی کرنے سے پہلے یاد رہے کہ خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے، اگر ایسی زندگی گزاری جائے تو مرنے سے ڈر نہیں لگتا۔‘‘

قارئین کرام! خاکسار نے سوچا کہ اتنی خوبصورت نصیحت آپ کے فائدہ کے لئے بھی تحریر کر دی جائے۔

طلوع وغروب آفتاب

24 مئی 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:14	18:56
مدینہ منورہ	04:06	19:03
قادیان	03:51	19:24
ربوہ	03:31	19:04
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:31	20:59